Postal Reg. No. GDP/001/2013-15

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 64

ایڈیٹر منصور احمد

نائبین قریشی محمد فضل اللہ تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ

قادیان

بدر

The weekly BADR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

شمارہ 18

شرح چندہ سالانہ 550 روپے

بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر امریکن 80 کینیڈین ڈالر یا 60 یورو

10-رجب 1436 ہجری قمری 30-شہادت 1394 ہش 30-اپریل 2015ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدۡ اِمَامَنَا بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ وَبَارِکۡ لَنَا فِیۡ عُمُرِہٖ وَاَمۡرِہٖ۔

دُنیا مجھے قبول نہیں کرسکتی کیونکہ میں دُنیا میں سے نہیں ہوں
مگر جن کی فطرت کو اُس عالم کا حصّہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے

(ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اے مسلمانو! جو اولوالعزم مومنوں کے آثار باقیہ ہو اور نیک لوگوں کی ذرّیت ہو انکار اور بدظنّی کی طرف جلدی نہ کرو اور اس خوفناک وبا سے ڈرو جو تمہارے اردگرد پھیل رہی ہے اور بے شمار لوگ اس کے دامِ فریب میں آگئے ہیں۔ تم دیکھتے ہو کہ کس قدر زور سے دین اسلام کے مٹانے کے لئے کوشش ہو رہی ہے۔ کیا تم پر یہ حق نہیں کہ تم بھی کوشش کرو۔ اسلام انسان کی طرف سے نہیں کہ تا انسانی کوششوں سے برباد ہو سکے مگر افسوس اُن پر ہے کہ جو اس بیخ کنی کے لئے درپے ہیں اور پھر دُوسرا افسوس اُن پر ہے جو اپنی عورتوں اور اپنے بچوں اور اپنے نفس کی عیّاشیوں کے لئے تو اُن کے پاس سب کچھ ہے مگر اسلام کے حصّہ کا اُن کی جیب میں کچھ نہیں۔ کاہلو تم پر افسوس! کہ آپ تو تم اعلاء کلمۂ اسلام اور دینی انوار کے دکھلانے کی کچھ قوت نہیں رکھتے مگر خدا تعالیٰ کے قائم کردہ کارخانہ کو بھی جو اسلام کی چمکار ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے شکر کے ساتھ قبول نہیں کر سکتے۔ آج کل اسلام اس چراغ کی طرح ہے جو ایک صندوق میں بند کر دیا جائے یا اُس چشمہ شیریں کی طرح ہے جو خس و خاشاک سے چھپا دیا جائے۔ اِسی وجہ سے اسلام تنزّل کی حالت میں پڑا ہے۔ اُس کا خوبصورت چہرہ دکھائی نہیں دیتا۔ اس کا دلکش اندام نظر نہیں آتا۔ مسلمانوں کا فرض تھا کہ اس کی محبوبانہ شکل دکھلانے کے لئے جان توڑ کر کوشش کرتے اور مال کیا بلکہ خون کو بھی پانی کی طرح بہاتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ وہ اپنے غایت درجہ کی نادانی سے اس غلطی میں بھی پھنسے ہوئے ہیں کہ کیا پہلی تالیفات کافی نہیں۔ نہیں جانتے کہ جدید فسادوں کے دُور کرنے کے لئے جو جدید در جدید پیرائیوں میں ظاہر ہوتے جاتے ہیں مدافعت بھی جدید طور کی ہی ضروری ہے اور نیز ہر ایک زمانہ کی تاریکی پھیلنے کے وقت میں جو نبی اور رسول اور مصلح آتے رہے کیا اُس وقت پہلی کتابیں نہیں تھیں۔ سو بھائیو یہ تو ضروری ہے کہ تاریکی کے پھیلنے کے وقت میں روشنی آسمان سے اُترے...... خدا تعالیٰ سورۃ القدر میں بیان فرماتا ہے بلکہ مومنین کو بشارت دیتا ہے کہ اُس کا کلام اور اس کا نبی لیلۃ القدر میں آسمان سے اُتارا گیا ہے اور ہر ایک مصلح اور مجدّد جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیلۃ القدر میں ہی اُترتا ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے۔ لیلۃ القدر اُس ظلمانی زمانہ کا نام ہے جس کی ظلمت کمال کی حد تک پہنچ جاتی ہے اس لئے وہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ ایک نور نازل ہو جو اس ظلمت کو دُور کرے۔ اس زمانہ کا نام بطور استعارہ کے لیلۃ القدر رکھا گیا ہے۔ مگر درحقیقت یہ رات نہیں ہے۔ یہ ایک زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہمرنگ ہے۔ نبی کی وفات یا اُس کے روحانی قائم مقام کی وفات کے بعد جب ہزار مہینہ جو بشری عمر کے دَور کو قریب الاختتام کرنے والا اور انسانی حواس کے الوداع کی خبر دینے والا ہے گذر جاتا ہے تو یہ رات اپنا رنگ جمانے لگتی ہے۔ تب آسمانی کارروائی سے ایک یا کئی مُصلحوں کی پوشیدہ طور پر تخم ریزی ہو جاتی ہے جو نئی صدی کے سر پر ظاہر ہونے کے لئے اندر ہی اندر طیار ہو رہے ہیں اسی طرف اللہ جلّشانہ اشارہ فرماتا ہے کہ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ یعنی اس لیلۃ القدر کے نور کو دیکھنے والا اور وقت کے مصلح کی صحبت سے شرف حاصل کرنے والا اس اسّی برس کے بڈھے سے اچھا ہے جس نے اس نورانی وقت کو نہیں پایا اور اگر ایک ساعت بھی اس وقت کو پالیا ہے تو یہ ایک ساعت اس ہزار مہینے سے بہتر ہے جو پہلے گذر چکے۔ کیوں بہتر ہے؟ اس لئے کہ اس لیلۃ القدر میں خدا تعالیٰ کے فرشتے اور رُوح القدس اس مصلح کے ساتھ ربِّ جلیل کے اذن سے آسمان سے اترتے ہیں نہ عبث طور پر بلکہ اس لئے کہ تا مستعد دلوں پر نازل ہوں اور سلامتی کی راہیں کھولیں۔ سو وہ تمام راہوں کے کھولنے اور تمام پردوں کے اٹھانے میں مشغول رہتے ہیں یہاں تک کہ ظلمتِ غفلت دور ہو کر صبح ہدایت نمودار ہو جاتی ہے۔

اب اے مسلمانو غور سے اِن آیات کو پڑھو کہ کس قدر خدا تعالیٰ اس زمانہ کی تعریف بیان فرماتا ہے جس میں ضرورت کے وقت پر کوئی مصلح دنیا میں بھیجتا ہے کیا تم ایسے زمانہ کا قدر نہیں کرو گے۔ کیا تم خدا تعالیٰ کے فرمودوں کو بنظر استہزاء دیکھو گے؟ .... اور تم اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درختِ وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی، اپنا آرام، اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اُسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے لیکن میں اس خدمت کے لئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کرسکتا تا کہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں۔ میرا دوست کون ہے؟ اور میرا عزیز کون؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے۔ مجھے کون پہچانتا ہے؟ صرف وہی جو مجھ پر یقین رکھتا ہے کہ میں بھیجا گیا ہوں۔ اور مجھے اُس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں۔ دنیا مجھے قبول نہیں کرسکتی کیونکہ میں دنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اُس عالم کا حصّہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اُس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اُس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اُس روشنی سے حصّہ لے گا مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دُور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانہ کا حِصنِ حصین مَیں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزّاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دُور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے! اور اُس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔ مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا ہے اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندۂ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے اور مَیں اُس میں ہوں۔ مگر ایسا کرنے پر فقط وہی قادر ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نفس مزکی کے سایہ میں ڈال دیتا ہے۔ تب وہ اُس کے نفس کی دوزخ کے اندر اپنا پَیر رکھ دیتا ہے تو وہ ایسا ٹھنڈا ہو جاتا ہے کہ گویا اُس میں کبھی آگ نہیں تھی۔ تب وہ ترقی پر ترقی کرتا ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی روح اُس میں سکونت کرتی ہے اور ایک تجلّی خاص کے ساتھ رَبُّ الۡعَالَمِیۡن کا استویٰ اس کے دل پر ہوتا ہے تب پورانی انسانیت اس کی جل کر ایک نئی اور پاک انسانیت اُس کو عطا کی جاتی ہے اور خدا تعالیٰ بھی ایک نیا خدا ہو کر نئے اور خاص طور پر اُس سے تعلق پکڑتا ہے اور بہشتی زندگی کا تمام پاک سامان اسی عالم میں اُس کو مل جاتا ہے۔

(فتح اسلام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 31 تا 35)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ اور مقدس افراد خاندان پر اخبار ''منصف'' حیدر آباد کے اعتراضات کا جواب

قسط: 42

روزنامہ ''منصف'' حیدر آباد میں حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ اور مقدس افرادِ خاندان کے خلاف افترا اور بہتان طرازیوں پر مشتمل دلآزار مضامین جو محمد متین خالد کے نام سے شائع ہوتے رہے، ان گالیوں کا جواب حوالہ بخدا!

آج کل حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے عقائد کو توڑ مروڑ کر عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور'' قادیانیت اپنے آئینہ میں'' عنوان کے تحت مضامین شائع کیے جارہے ہیں۔ ان مضامین کی حقیقت ظاہر کرنے کیلئے جواب بھجوایا جاتا ہے تو فائل کر دیا جاتا ہے۔ ''منصف'' کو اپنے اس انصاف پر دُنیا میں نہیں تو خدا تعالیٰ کی عدالت میں ضرور جواب دہ ہونا پڑے گا۔ بہر حال سو سال سے اِن گھسے پٹے اعتراضات کا جواب دیا جاتا رہا ہے، ایک مرتبہ پھر ہم اپنے ہفت روزہ اخبار ''بدر'' میں شائع کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ''منصف'' کی دُھول سے ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائیوں کی آنکھیں صاف فرماوے آمین! (مدیر)

گذشتہ قسط میں جلسہ سالانہ قادیان کے قیام کی غرض وغایت اور ظلی حج کی حقیقت بیان ہو چکی ہے۔ اس جگہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ معترض نے جماعت احمدیہ کو اسلام سے ایک الگ امت قرار دینے کی کوشش میں ایک ایسا اعتراض کیا جو خود اس کے اپنے پھیلائے ہوئے جال کے تار و پود اُدھیڑ دیتا ہے۔

معترض نے اس بات کو محل اعتراض نہیں بنایا کہ ظلی حج نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس کے خلاف دلائل دیئے بلکہ پورا زور اس بات پر لگایا کہ جماعت احمدیہ ایک الگ غیر مسلم امت ہے اور ان کا جلسہ سالانہ ظلی حج ہے۔

ایک حقیقی مسلمان وہ ہے جو اپنے معتقدات کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ مگر معاندین احمدیت اسلام کے وہ دوست نما دشمن ہیں جو احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے شوق میں اپنے تمام معتقدات سے منحرف ہونے کے لئے تیار ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اگر نعوذ باللہ احمدیت اسلام سے کوئی الگ مذہب ہے تو پھر اسے اسلامی عبادات اور اس کے شعائر کے استعمال کی کیا ضرورت ہے۔ اگر احمدی نعوذ باللہ غیر مسلم ہیں تو پھر انہیں اپنے جلسے کا نام ظلی حج رکھنے کی کیا ضرورت ہے انہیں تو حج کے نام سے بھی نفرت ہونی چاہئے۔ (نعوذ باللہ من ذالک) جبکہ احمدی حج بیت اللہ کا بے انتہاء ذوق وشوق رکھتے ہیں۔

دنیا کا کوئی بھی مذہب اپنے اصل معتقدات سے ہٹ کر کسی دوسرے مذہب کے معتقدات اور طریق عبادت اختیار نہیں کرتا۔ مثلاً ہندو کبھی یہ نہیں کہتا کہ میں کاشی میں حج کرنے جارہا ہوں بلکہ وہ یہی کہتا ہے کہ میں چاروں دھام کی یاترا کرنے جارہا ہوں۔ کوئی سکھ یہ نہیں کہتا کہ میں ہری مندر صاحب امرتسر میں حج کرنے جارہا ہوں بلکہ یہی کہتا ہے کہ میں گورو دوارے میں ماتھا ٹیکنے جارہا ہوں۔ کوئی عیسائی چرچ میں جاکر حج کا تصور اپنے ذہن میں نہیں لاتا۔ کسی جگہ جمع ہوکر ذکر الٰہی اور دعائیں کرتے ہوئے حج کا تصور وہی اپنے دل میں لائے گا جسے حج سے والہانہ محبت ہوگی۔ اس کا دل حج کا فریضہ ادا کرنے کے لئے تڑپتا ہوگا۔ اس کے دل کی بیقراری یقیناً اسے حج کا ثواب عطا کرے گی۔ کیونکہ اعمال کا دارومدار تو نیتوں پر ہے۔

''قصص الاولیا'' مطبوعہ ادارہ پیغام القرآن اردو بازار لاہور میں ایک موچی کا واقعہ درج ہے کہ :

''ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فراغت حج کے بعد بیت اللہ میں سو گئے اور خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے باہم باتیں کر رہے ہیں اور ایک نے دوسرے سے سوال کیا کہ اس سال کتنے لوگ حج میں شریک ہوئے اور کتنے افراد کا حج قبول ہوا۔ دوسرے نے جواب دیا کہ چھ لاکھ آدمیوں نے حج ادا کیا لیکن ایک فرد کا بھی حج قبول نہیں ہوا مگر دمشق کا ایک موچی جو حج میں شریک تو نہیں ہوا لیکن خدا نے اس کا حج قبول فرما کر اس کے طفیل میں سب کا حج قبول کرلیا۔ یہ خواب دیکھ کر بیداری کے بعد موچی سے ملاقات کرنے دمشق پہنچے اور ملاقات کے بعد جب اس کا نام ونسب دریافت کرکے حج کا واقعہ دریافت کیا تو اس نے اپنا نام پیشہ بیان کرنے کے بعد جب آپ کا نام پوچھا تو آپ نے بتایا کہ میں عبداللہ بن مبارک ہوں۔ یہ سنتے ہی وہ چیخ مار کر بیہوش ہوگیا اور ہوش میں آنے کے بعد اس طرح اپنا واقعہ بیان کیا کہ بہت عرصہ سے میرے قلب میں حج کی تمنا تھی اور میں نے اس نیت سے تین سو درہم بھی جمع کر لئے تھے لیکن ایک دن میرے پڑوسی کے یہاں سے کھانا پکنے کی خوشبو آئی تو میری بیوی نے کہا کہ اس کے یہاں سے تم بھی مانگ لاؤ تا کہ ہم بھی کھالیں۔ چنانچہ میں نے اس سے جاکر کہا کہ آج آپ نے جو کچھ پکایا ہے ہمیں بھی عنایت کریں لیکن اس نے کہا کہ وہ کھانا آپ کے کھانے کا نہیں ہے کیونکہ سات یوم سے میں اور میرے اہل وعیال فاقہ کشی میں مبتلا تھے تو میں نے مردہ گدھے کا گوشت پکالیا ہے۔ یہ سن کر میں خوف خداوندی سے لرز گیا اور اپنی جمع شدہ رقم اس کے حوالے کرکے یہ تصور کرلیا کہ ایک مسلمان کی امداد میرے حج کے برابر ہے۔ حضرت عبداللہ نے یہ واقعہ سن کر فرمایا کہ فرشتوں نے خواب میں واقعی سچی بات کہی تھی اور اللہ درحقیقت قضا وقدر کا مالک ہے۔''

(قصص الاولیا صفحہ 86)

سوچنے کا مقام ہے کہ اگر ایک مسلمان کی خبر گیری ایک سچے مسلمان کو حج کا ثواب دلاسکتی ہے تو امام وقت کی آواز سن کر اس کی طرف جانا کس قدر ثواب کا موجب ہوگا۔ خصوصاً ایسا امام وقت جس کو خود سرور کائینات فخر موجودات آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پہنچایا ہو۔

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کے متعلق آتا ہے کہ قادیان آنے سے قبل آپ نے حج کا ارادہ کیا تھا۔ آپ حج کے ارادے سے نکلے لیکن لاہور پہنچ کر آپ کو معلوم ہوا کہ ہندوستان میں طاعون کی وجہ سے قرنطینہ (Quarantine طبی وجوہات کی بنا پر لگائی جانے والی روک) کی پابندی لگی ہوئی ہے اور حج کے لئے روانہ ہونے میں مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔ آپ نے یہ موقع غنیمت جانا اور قادیان آگئے اور امام وقت کی زیارت سے مشرف ہوئے اور دیکھتے ہی آپ پر ایمان لے آئے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلام پہنچایا اور اس قدر ترقی کی کہ الہام الٰہی کا دروازہ آپ پر کھل گیا۔

پھر حدیث شریف میں آتا ہے :

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللهَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ۔ (جامع الترمذی۔ بَابُ مَا ذُكِرَ مِمَّا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْجُلُوسِ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، صفحہ 239)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح کی نماز با جماعت پڑھے پھر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ آفتاب نکل آئے پھر دو رکعت پڑھے تو اس کو ایک حج اور ایک عمرے کے برابر ثواب ہوگا۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پورا۔ پورا۔ پورا۔ یعنی ثواب۔

معلوم ہوا کہ اصل حج وہی ہے جو خدا تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو۔ اب اگر کوئی عقل کا دشمن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ اعتراض کردے کہ حج تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے اور اسی کی حقیقتاً بجا آوری کی صورت میں اس کا ثواب مل سکتا ہے۔ دو رکعت نفل پڑھ کر حج کا ثواب کیونکر حاصل ہوسکتا ہے۔ تو اس کا جواب دراصل یہی ہے کہ آپؐ اللہ کے رسول تھے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (النجم: 5-4) یعنی یہ رسول اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ یہ جو کچھ کہتا ہے خدا کی وحی سے کہتا ہے۔ سبحان اللہ! کیسا پیارا رسول ہے جس نے امت کے اُن تمام لوگوں کو جو حج کی خواہش تو رکھتے ہیں لیکن استطاعت نہیں رکھتے، حج کے ثواب سے محروم نہ رہنے دیا۔

اس امت میں آنے والے امام مہدی کا بھی یہی حال ہے۔ امام مہدی کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ہوگا اور خدا تعالیٰ سے الہام وکلام کا شرف پائے گا اور جو کچھ کہے گا خدا تعالیٰ کی وحی سے کہے گا اپنی طرف سے کچھ نہیں کہے گا۔ جیسا کہ فرمایا اَوْحَى اللهُ اِلٰى عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ (مسلم جلد 2 صفحہ 411) یعنی اللہ تعالیٰ آنے والے مسیح کی طرف وحی نازل کرے گا۔ امت کے گزشتہ صالحین مثلاً علامہ ابن حجر الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ روح المعانی، نواب صدیق حسن خان صاحب صاحبِ حجج الکرامہ، حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ صاحبِ اَلنجم الثاقب، حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ بحار الانوار وغیرہ اس بات پر متفق ہیں کہ آنے والا امام مہدی اور مسیح موعود اپنی طرف سے کچھ نہیں کہے گا بلکہ خدا کی وحی کے مطابق ہی بات کرے گا۔

اس زمانے میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر یہ اعلان کیا کہ میں ہی وہ امام مہدی ہوں جس کے آنے کی خبر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی تھی۔ آپؑ حضرت نواب محمد علی خان صاحب کو ایک سوال کے جواب میں مخاطب کر کے فرماتے ہیں :

''آپ کی نسبت میں کہتا ہوں کہ اگر آپ چالیس روز تک روبحق ہوکر بشرائط مندرجہ نشان آسمانی استخارہ کریں تو میں آپ کے لئے دعا کروں گا۔ کیا خوب ہو کہ یہ استخارہ میرے روبرو ہوتا میری توجہ زیادہ ہو۔ آپ پر کچھ ہی مشکل نہیں۔ لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر۔ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی ...... ملاقات نہایت ضروری ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جس طرح ہو سکے 27 دسمبر 1892ء کے جلسہ میں ضرور تشریف لائیں۔''

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 352-351 اور 357)

حضرت مسیح موعودؑ نے نفلی حج یعنی عمرہ کی بات کی ہے نہ کہ اصل حج۔ اصل حج بہر حال حج بیت اللہ ہی ہے اور اس کا قائم مقام کوئی اجتماع نہیں ہوسکتا۔

ظل اپنے اصل سے جدا نہیں ہوتا

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ظل کے معنے

باقی صفحہ 13 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آیات قرآنی قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۔ الَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ خٰشِعُوۡنَ کی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے نہایت پُر معارف تفسیر

اللہ تعالیٰ نے یہاں یقینی فلاح کی ضمانت ان مومنوں کو دی ہے جو اس کی رحیمیت سے فیض پانے کی کوشش کرتے ہیں اور جس کی پہلی شرط نمازوں اور عبادتوں میں خشوع ہے

کوئی نیکی اس وقت تک نیکی نہیں رہتی، نہ عبادتیں اس وقت تک مستقل بنیادوں پر عبادتیں رہتی ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی صفت رحیمیت کے ساتھ انسان چمٹا رہنے کی کوشش نہ کرے یا اس کو حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے اور اپنی عبادتوں کو صرف ایک ایسی کوشش سمجھے جو اسے اللہ تعالیٰ سے چمٹائے رکھنے کا اس کے فضل سے ہی ذریعہ ہے

اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والے اور فلاح والے اپنی عاجزی انکساری کی انتہا کو پہنچنے کے باوجود، لغویات سے پرہیز کرنے کے باوجود، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے باوجود، اپنی عصمتوں کی حفاظت کرنے کے باوجود، اپنے عہدوں کو پورا کرنے کے باوجود، اپنی عبادتوں کے حق ادا کرنے کے باوجود، اپنی نمازوں کے حق ادا کرنے کے باوجود اور ان کی حفاظت کرنے کے باوجود پھر بھی یہی کہتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں اپنے فضلوں کی چادر میں ڈھانپ لے کہ اس کے بغیر ہم کچھ نہیں ہیں

ہر حقیقی مومن کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے نماز شروع کرنے اور ختم کرنے میں ایک واضح فرق ہو۔ اگر نماز شروع کرنے سے پہلے اس میں کوئی اَنا یا تکبر کا حصہ تھا بھی تو نماز ختم کرتے وقت اس کا دل ان چیزوں سے پاک ہونا چاہئے۔ اسی طرح باقی عبادتیں ہیں

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ استغفار کرتے رہنے والا بنائے۔ ہماری ہر نیکی اگر خدا تعالیٰ کی نظر میں نیکی ہے تو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہو ہم میں سے ہر ایک ان لوگوں میں شامل ہو جائے جو خدا تعالیٰ کی نظر میں فلاح پانے والے ہوں

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 10 اپریل 2015ء بمطابق 10 شہادت 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۔ الَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ خٰشِعُوۡنَ (المؤمنون: 3،2)

یقیناً مومن کامیاب ہو گئے۔ وہ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔

ان آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ کہہ کر مومنوں کی کامیابی کی یقینی خوشخبری عطا فرمائی ہے۔ لیکن کونسے مومن؟ ان کی بہت سی شرائط اگلی آیتوں میں بیان فرمائی ہیں کہ ان شرائط کے ساتھ زندگی گزارنے والے مومن ہی فلاح پانے والے ہیں اور ان شرائط میں سے یا اُن اوصاف میں سے جن سے ایک مومن کو متصف ہونا چاہئے، پہلی خصوصیت یا حالت یہ ہے کہ وہ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ خٰشِعُوۡنَ۔ اپنی نمازوں میں خشوع دکھانے والے ہیں۔

''خاشع'' کے عام معنی یہی کئے جاتے ہیں کہ نماز میں گریہ وزاری کرنے والے۔ لیکن اس کے اَور بھی معنی ہیں اور جب تک سب معنی پورے نہ ہوں ایک مومن کی حقیقی معیار کی حالت پیدا نہیں ہوتی۔ اور لغات کے مطابق خشوع کے یہ معنی ہیں کہ انتہائی عاجزی اختیار کرنا۔ اپنے آپ کو بہت نیچے کرنا۔ اپنے نفس کو مٹا دینا۔ تذلل اختیار کرنا۔ اپنے آپ کو کمتر بنانے کے لئے کوشش کرنا۔ نظریں نیچی رکھنا۔ آواز کو دھیما اور نیچا رکھنا۔

پس دیکھیں اس ایک لفظ میں ایک حقیقی مومن کی نماز اور عبادت کا کیسا وسیع نقشہ کھینچا گیا ہے اور جو انسان خدا تعالیٰ کے آگے اپنی عبادتوں کے یہ معیار حاصل کرنے کے لئے جھکے گا، اپنی عاجزی کو انتہا پر پہنچانے والا ہو گا، اپنے نفس کو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے مٹانے والا ہو گا اور جو دوسری خصوصیات بیان کی گئی ہیں ان کو اپنانے والا ہو گا تو پھر وہ جہاں خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والا ہو گا وہاں وہ اس طرف بھی توجہ دے گا کہ مَیں نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مخلوق کا بھی حق ادا کرنا ہے اور پھر یہ نمازیں اس کے دنیاوی معاملات سلجھانے والی بھی بن جائیں گی۔ پھر وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دار الوصال میں

(براہین احمدیہ حصّہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 18)

کی تصویر بننے کی کوشش کرے گا اور یہ تصویر بننے کی کوشش کرتے ہوئے، اپنی اَنا اور نفس کی بڑائی کے چنگلوں سے آزاد ہونے کی کوشش کرتے ہوئے اپنے دنیاوی معاملات بھی سلجھائے گا یا سلجھانے کی کوشش کرے گا۔ اپنی نظروں کو حیا کی وجہ سے نیچے رکھتے ہوئے صرف نماز کی حالت میں ہی نہیں بلکہ عام

روزمرّہ زندگی میں بھی اس پر عمل کرتے ہوئے معاشرے کی بیشمار برائیوں سے بچے گا یا بچنے کی کوشش کرے گا۔ اپنی آواز کو نیچا رکھنے والا جہاں عبادت کے تعلق سے اس کا ادراک حاصل کرے گا وہاں اپنے روزمرّہ معمولات میں بھی چیخنے چلّانے اور لڑائی جھگڑے سے محفوظ رہے گا یا رہنے کی کوشش کرے گا۔ پس کئی برائیوں کا جن کا روزانہ کے معمولات سے تعلق ہے ایک مومن اپنی نمازوں اور عبادتوں کی وجہ سے ان کا بھی خاتمہ کر لیتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسی نمازوں اور ایسے اثر اپنے پر قائم کرنے والے جو لوگ ہیں وہ فلاح پا گئے۔ ایک ترجمہ تو فلاح پانے کا کیا گیا ہے جیسا کہ مَیں نے آیت میں ترجمہ کیا تھا کہ کامیاب ہو گئے۔ لیکن اس کامیابی کی بڑی وسعت ہے کہ کس طرح کامیابی حاصل کی۔ لغت میں اس کے معنی ہیں آسانیاں پیدا ہونا۔ کشائش ہونا۔ خوش قسمتی کا ملنا۔ خواہش کا پورا ہونا۔ تحفظ ملنا۔ اچھائی اور خوشی کا مستقل رہنا۔ زندگی کی نعمتوں کا ملنا۔

پس نیکیاں بجالانے والے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر نیکیاں کرتے ہیں کس کس رنگ میں فائدہ اٹھانے والے ہیں یا اللہ تعالیٰ کس کس رنگ میں ان پر فضل کرتا ہے۔ یہ سب انسانی تصور سے بھی باہر ہے اور ان فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کے لئے پہلا قدم اور انتہائی اہم قدم نمازوں میں خشوع پیدا کرنا رکھا ہے۔ ان باتوں کے حصول کے لئے عبادت کرنا رکھا ہے۔

عاجزی تو بعض دنیادار بھی بعض دفعہ دکھا دیتے ہیں بلکہ صرف اگر گریہ وزاری کا سوال ہے تو بعض دنیادار ذرا ذرا سی بات پر ایسی گریہ وزاری کرتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ ایسی جگہوں پر جہاں ان کے دنیاوی مفاد متاثر ہو رہے ہوں وہ ذلیل ترین ہونے کو بھی تیار ہو جاتے ہیں۔ یا عارضی طور پر جذبات کا اظہار بھی بعضوں سے ہوتا ہے۔ بعض حالات دیکھ کر بعض لوگوں کی حالتیں دیکھ کر رحم بھی پیدا ہو جاتا ہے اور دردناک حالت دیکھ کر ان میں انتہائی جذباتی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ سب یا تو اپنے مفادات کے لئے یا دنیا دکھاوے کے لئے یا ایک عارضی اور وقتی جذبے کے تحت ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے یہ سب کچھ نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا تو ان ظاہری باتوں سے بہت دُور ہوتا ہے۔

دنیاداروں کی جذباتی حالت کے بارے میں یا ظاہری اور وقتی طور پر گریہ وزاری کا اظہار کرنے والوں کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ بیان فرمایا کہ:

’’بہت سے ایسے فقیر مَیں نے بچشم خود دیکھے ہیں اور ایسا ہی بعض دوسرے لوگ بھی دیکھنے میں آئے ہیں کہ کسی دردناک شعر کے پڑھنے یا دردناک نظارہ دیکھنے یا دردناک قصہ کے سننے سے اس جلدی سے ان کے آنسو گرنے شروع ہو جاتے ہیں جیسا کہ بعض بادل اس قدر جلدی سے اپنے موٹے موٹے قطرے برساتے ہیں کہ باہر سونے والوں کو رات کے وقت فرصت نہیں دیتے کہ اپنا بستر بغیر تر ہونے کے اندر لے جاسکیں‘‘ (یعنی جس طرح بارش ایک دم آ جاتی ہے اس طرح ایک دم ان کے آنسو بہنے لگ جاتے ہیں۔ پھر فرمایا) ’’لیکن مَیں اپنی ذاتی شہادت سے گواہی دیتا ہوں کہ اکثر ایسے شخص مَیں نے بڑے مکّار بلکہ دنیاداروں سے آگے بڑھے ہوئے پائے ہیں اور بعض کو مَیں نے ایسے خبیث طبع اور بددیانت اور ہر پہلو سے بدمعاش پایا ہے کہ مجھے ان کی گریہ وزاری کی عادت اور خشوع خضوع کی خصلت دیکھ کر اس بات سے کراہت آتی ہے کہ کسی مجلس میں ایسی رقّت اور سوز وگداز ظاہر کروں۔‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 194)

پس ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جن کے بعض نظارے دیکھ کر آنسو گرنے میں دیر نہیں لگتی لیکن یہ ایک وقتی جذبہ ہوتا ہے۔ جب اپنے مفادات ہوں تو پھر اس شخص میں کبھی یہ کیفیت پیدا نہیں ہوگی۔ اگر ایک وقت میں ایک حالت کو دیکھے جہاں جذبات نہ ہوں، اپنے اپنے مفادات نہ ہوں تو وہ کیفیت پیدا ہو سکتی ہے لیکن جب اپنے مفادات ہوں تو کبھی وہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی بلکہ وہ ظلم بھی کر دیتا ہے اور کبھی رحم نہیں آتا۔ یا بعض اور ایسی برائیاں ہوتی ہیں جو خدا کو ناپسند ہیں یا ان کی نمازیں اور عبادتیں صرف دکھاوے کے لئے ہوتی ہیں۔

پس جب یہ صورتحال ہو تو قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ کے زمرے میں کس طرح ایسے لوگ آ سکتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ایک بزرگ کا واقعہ سنایا کرتے تھے کہ انہوں نے کئی سال تک باقاعدہ مسجد میں نمازیں پڑھیں تا کہ لوگ ان کی تعریف کریں لیکن خدا تعالیٰ نے ان کی کسی گزشتہ نیکی کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں ان کے متعلق یہ بات ڈال دی کہ سب لوگ انہیں منافق کہتے تھے۔ (خواہش ان کی یہ تھی کہ لوگ تعریف کریں لیکن لوگ انہیں منافق کہتے تھے۔) آخر ایک دن ان بزرگ کو خیال آیا کہ اتنی عمر ضائع ہو گئی۔ کسی نے بھی مجھے نیک نہیں کہا۔ اگر خدا کے لئے عبادت کرتا تو خدا تعالیٰ تو راضی ہو جاتا۔ یہ خیال ان کے دل میں اتنے زور سے آیا کہ وہ اسی وقت جنگل میں چلے گئے۔ روئے اور دعائیں کیں اور توبہ کی اور عہد کیا کہ خدایا اب میں صرف تیری رضا کے لئے عبادت کیا کروں گا۔ جب واپس آئے تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ یہ شخص ہے تو بہت ہی نیک مگر معلوم نہیں لوگوں نے اسے کیوں بدنام کر رکھا ہے اور بچے اور بوڑھے سب اس کی تعریف کرنے لگے۔ اس بزرگ نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ خدایا صرف ایک دن میں نے تیری رضا کی خاطر نماز پڑھی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں نے میری تعریف شروع کر دی۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 705)

اب دیکھیں احساس پیدا ہوتے ہی جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنی عبادتوں کو ڈھالا یا خالص ہو کے عبادت کی جو اس کی خاطر کی جا رہی تھی تو اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو گیا۔ لیکن اب یہ کوئی خواہش نہیں رہی تھی کہ لوگ میری تعریف کریں مجھے بڑا بزرگ سمجھیں اور اب خواہش کے نہ ہونے کے باوجود لوگوں نے انہیں وہی کچھ کہنا شروع کر دیا جس کی وہ پہلے خواہش رکھتے تھے۔ لوگ تعریف کرنے لگ گئے۔ پہلے خواہش رکھتے تھے اور باوجود چاہنے کے کامیاب نہیں ہوئے تھے۔ لیکن اب بالکل اور صورتحال ہو گئی اور لوگوں نے کہنا شروع کر دیا۔

دوسرے اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض پرانی نیکیوں کی قدر کرتے ہوئے کسی کی اصلاح کے سامان پیدا فرما دیتا ہے۔ یہ جو بتایا کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی پرانی نیکی پسند آ گئی تو اس کا مطلب یہی ہے کہ اس نیکی کی وجہ سے ان کو لوگوں کے کہنے پر یہ احساس پیدا ہوا اور لوگوں کا انہیں پہلے منافق کہنا ان کی اصلاح کا باعث بن گیا اور یہ یونہی نہیں ہو گیا بلکہ جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی گزشتہ نیکی پسند آئی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ ان کی عبادت اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کیونکہ خود اصلاح کرنا چاہتا تھا اس لئے لوگوں کے کہنے پر ان کو احساس پیدا ہو گیا اور اگر دوسرے لوگوں کے دلوں میں پہلے یہی ڈالے رکھا کہ یہ منافق ہے۔ تو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا تھا کہ لوگ ان کی تعریف کریں اور اس وجہ سے غلط طور پر ان میں خود پسندی کی عادت پیدا ہو جائے اور وہ مزید گناہوں میں ڈوبتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کسی پرانی نیکی کی وجہ سے اصلاح چاہتا تھا تو ان کی اصلاح کے سامان پیدا کر دیئے اور فلاح پانے والوں میں وہ شامل ہو گئے۔

پس کسی پہلے وقت کی کی گئی بعض نیکیاں بھی باوجود بعد کی غلطیوں اور گناہوں کے سرزد ہونے کے انسان کو بدانجام سے بچانے کا موجب بن جاتی ہیں اور انسان فلاح پانے والوں میں شمار ہونے والا بن سکتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت پر منحصر ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کی اصلاح کرنا چاہے تو اس طرح بھی کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں ان مومنوں کو یقینی فلاح کی ضمانت دی ہے جو اس کی رحیمیت سے فیض پانے کی کوشش کرتے ہیں اور جس کی پہلی شرط نمازوں اور عبادتوں میں خشوع ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی خاطر خالص ہو کر خشوع کیا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو بیان فرماتے ہوئے مومن کی اس حالت کو انسان کی پیدائش کے مختلف ادوار سے تشبیہ دیتے ہوئے جو بیان فرمایا ہے اس کے صرف پہلے حصے یعنی اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ کو مَیں پیش کرتا ہوں جس سے وضاحت ہوتی ہے کہ کوئی نیکی اس وقت تک نیکی نہیں رہتی، نہ عبادتیں اس وقت تک مستقل بنیادوں پر عبادتیں رہتی ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی صفت رحیمیت کے ساتھ انسان چمٹا رہنے کی کوشش نہ کرے یا اس کو حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے اور اپنی عبادتوں کو صرف ایک ایسی کوشش سمجھے جو اسے اللہ تعالیٰ سے چمٹائے رکھنے کا اس کے فضل سے ہی ذریعہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’اوّل مرتبہ مومن کے روحانی وجود کا وہ خشوع اور رقّت اور سوز وگداز کی حالت ہے جو نماز اور یاد

الٰہی میں مومن کو میسر آتی ہے۔ یعنی گدازش اور رقّت اور فروتنی اور عجز و نیاز اور روح کا انکسار اور ایک تڑپ اور قلق اور تپش اپنے اندر پیدا کرنا۔ اور ایک خوف کی حالت اپنے پر وارد کر کے خدائے عزّوجل کی طرف دل کو جھکانا جیسا کہ اِس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ۔ الَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ خٰشِعُوۡنَ۔ یعنی وہ مومن مراد پا گئے جو اپنی نمازوں میں اور ہر ایک طور کی یادِ الٰہی میں'' (صرف نماز ہی نہیں بلکہ ہر ایک طور کی یادِ الٰہی میں)''فروتنی اور عجز و نیاز اختیار کرتے ہیں۔ اور رقّت اور سوز و گداز اور قلق اور کرب اور دلی جوش سے اپنے رب کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 188)

پس نماز میں گداز رہنے والا، خشوع کرنے والا، دوسری قسم کی یادِ الٰہی میں بھی یہی نقشہ اپنے پر طاری رکھتا ہے جو نماز میں ہوتا ہے۔ جس کی وضاحت مَیں پہلے لغوی معنوں میں کر آیا ہوں جو خشوع کے لغوی معنے بیان کئے ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر ایک طور کی یادِ الٰہی میں فروتنی اختیار کرتے ہیں اور آدمی چلتے پھرتے بھی یادِ الٰہی کر رہا ہوتا ہے تو اس وقت بھی عاجزی ہوتی ہے۔ اور جب ہر ایک طور کی یادِ الٰہی ہو تو ہر عمل چاہے وہ روزمرہ کے معاملات کا ہو خدا تعالیٰ کی یاد کو سامنے رکھتے ہوئے، اس کے احکام کی یاد دلاتے ہوئے عجز اور خوف کی حالت پیدا کئے رکھتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''وہ لوگ جو قرآن شریف میں غور کرتے ہیں سمجھ لیں کہ نماز میں خشوع کی حالت روحانی وجود کے لئے ایک نطفہ ہے اور نطفہ کی طرح روحانی طور پر انسان کامل کے تمام قویٰ اور صفات اور تمام نقش و نگار اس میں مخفی ہیں۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 189)

یہاں جیسا کہ مَیں نے کہا تھا انسانی پیدائش کے دَوروں سے مثال دی ہے تو یہ اب اس کی مثال بیان ہو رہی ہے۔ جس طرح نطفہ رِحم میں جا کر بچہ بن کر پیدا ہوتا ہے اور پھر تمام خصوصیات والا ایک کامل انسان بن جاتا ہے۔ اسی طرح خشوع روحانی ترقی کے مدارج طے کرواتا ہوا روحانی لحاظ سے انسان کو مکمل کر دیتا ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

''اور جیسا کہ نطفہ اُس وقت تک معرضِ خطر میں ہے جب تک کہ رِحم سے تعلق نہ پکڑے۔''

(یعنی اس وقت تک ضائع ہونے کا خطرہ ہے جب تک رِحم میں چلا نہیں جاتا جہاں آگے اس کی اللہ تعالیٰ کی قانون قدرت کے مطابق بڑھوتری ہونی ہے۔)

فرمایا ''ایسا ہی روحانی وجود کی یہ ابتدائی حالت یعنی خشوع کی حالت اُس وقت تک خطرہ سے خالی نہیں جب تک کہ رحیم خدا سے تعلق نہ پکڑ لے۔ یاد رہے کہ جب خدا تعالیٰ کا فیضان بغیر توسّط کسی عمل کے ہو تو وہ رحمانیت کی صفت سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ جو کچھ خدا نے زمین و آسمان وغیرہ انسان کے لئے بنائے یا خود انسان کو بنایا یہ سب فیضِ رحمانیت سے ظہور میں آیا۔ لیکن جب کوئی فیض کسی عمل اور عبادت اور مجاہدہ اور ریاضت کے عوض میں ہو وہ رحیمیت کا فیض کہلاتا ہے۔''

فرمایا کہ ''یہی سنّت اللہ بنی آدم کے لئے جاری ہے۔ پس جبکہ انسان نماز اور یادِ الٰہی میں خشوع کی حالت اختیار کرتا ہے تب اپنے تئیں رحیمیت کے فیضان کے لئے مستعد بناتا ہے۔ سو نطفہ میں اور روحانی وجود کے پہلے مرتبہ میں جو حالتِ خشوع ہے صرف فرق یہ ہے کہ نطفہ رِحم کی کشش کا محتاج ہوتا ہے اور یہ (رحیم خدا کی یعنی) رحیم کی کشش کی طرف احتیاج رکھتا ہے۔ اور جیسا کہ نطفہ کے لئے ممکن ہے کہ وہ رِحم کی کشش سے پہلے ہی ضائع ہو جائے ایسا ہی روحانی وجود کے پہلے مرتبہ کے لئے یعنی حالت خشوع کے لئے ممکن ہے کہ وہ رحیم کی کشش اور تعلق سے پہلے ہی برباد ہو جائے۔'' (پس بعض عبادتیں جو دکھاوے کی عبادتیں ہوتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے، رحیم خدا سے تعلق پیدا کرنے سے پہلے ہی برباد ہو جاتی ہیں۔ فرمایا) ''جیسا کہ بہت سے لوگ ابتدائی حالت میں اپنی نمازوں میں روتے اور وجد کرتے اور نعرے مارتے اور خدا کی محبت میں طرح طرح کی دیوانگی ظاہر کرتے ہیں اور طرح طرح کی عاشقانہ حالت دکھلاتے ہیں اور چونکہ اس ذات ذوالفضل سے جس کا نام رحیم ہے کوئی تعلق پیدا نہیں ہوتا''۔ (یہ ساری چیزیں کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جو رحیم ہے اس سے وہ تعلق پیدا نہیں ہوتا جو ہونا چاہئے)''اور نہ اس کی خاص تجلّی کے جذبہ سے اس کی طرف کھنچے جاتے ہیں اس لئے ان کا وہ تمام سوز و گداز اور تمام وہ حالتِ خشوع بے بنیاد ہوتی ہے اور بسا اوقات ان کا قدم پھسل جاتا ہے یہاں تک کہ پہلی حالت سے بھی بدتر حالت میں جا پڑتے ہیں''۔ (اب نبیوں کی بیعت میں آ کر پھر مرتد ہونے والے کئی ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی بعض تھے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم کا بھی ذکر آتا ہے۔ سب کچھ ہونے کے باوجود، اپنی نیکیوں پر پہنچنے کے باوجود اگر پھسلا تو بالکل ہی دین سے بھی گیا۔)

فرمایا ''پس یہ عجیب دلچسپ مطابقت ہے کہ جیسا کہ نطفہ جسمانی وجود کا اوّل مرتبہ ہے اور جب تک رِحم کی کشش اس کی دستگیری نہ کرے وہ کچھ چیز ہی نہیں۔ ایسا ہی حالتِ خشوع روحانی وجود کا اوّل مرتبہ ہے اور جب تک رحیم خدا کی کشش اُس کی دستگیری نہ کرے وہ حالت خشوع کچھ بھی چیز نہیں''۔ اللہ تعالیٰ کی مدد ہو گی، اس تک پہنچے گا، رحیم خدا سے تعلق پیدا ہو گا تو وہ خشوع کامیاب رہے گا۔ نہیں تو صرف ظاہری رونا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جی ہم بڑے روئے، بڑے چلّائے، دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ لیکن اپنی حالتوں کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ باقی چیزیں بھی پوری ہو رہی ہیں کہ نہیں۔

فرمایا کہ ''اسی لئے ہزارہا ایسے لوگوں کو پاؤ گے کہ اپنی عمر کے کسی حصّہ میں یادِ الٰہی اور نماز میں حالت خشوع سے لذّت اٹھاتے اور وجد کرتے اور روتے تھے اور پھر کسی ایسی لعنت نے اُن کو پکڑ لیا کہ یک مرتبہ نفسانی امور کی طرف گر گئے اور دنیا اور دنیا کی خواہشوں کے جذبات سے وہ تمام حالت کھو بیٹھے۔ یہ نہایت خوف کا مقام ہے کہ اکثر وہ حالتِ خشوع رحیمیت کے تعلق سے پہلے ہی ضائع ہو جاتی ہے اور قبل اس کے کہ رحیم خدا کی کشش اس میں کچھ کام کرے وہ حالت برباد اور نابود ہو جاتی ہے''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 190-189)

پس کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس کی عبادتیں خشوع کے اعلیٰ معیار پر پہنچ گئی ہیں۔ خشوع جیسا کہ میں نے پہلے بھی وضاحت کی ہے ان تمام جزئیات پر مشتمل ہے جو اس کے مضمون میں، معنی میں مَیں وضاحت سے بیان کر چکا ہوں۔ جب یہ جزئیات تمام تر عاجزی اور انکسار سے ادا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی رحیمیت پھر انہیں پھل لگاتی ہے۔ یہ مثال جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی ہے اس میں انسان کو نہیں پتا کہ رحیم خدا کی رحیمیت نے کب اس کو قبول کر کے پھل لگانا ہے۔ پس ایک مسلسل کوشش کی ضرورت ہے۔ جس طرح ظاہری طور پر پتا نہیں ہوتا کہ کب fertilization ہونی ہے اور کب بچہ پیدا ہونا ہے۔ بچے نے بننا شروع ہونا ہے اور پھر جس طرح بعض دفعہ رِحم میں جا کر بھی نطفے میں بعض نقائص پیدا ہو جاتے ہیں، نطفہ ان کا حامل ہو جاتا ہے۔

(اس موقع پر مسجد کے اندر کسی کے موبائل فون کی گھنٹی بجنے لگی جس پر حضور انور نے فرمایا: جس کا فون چل رہا ہے اپنا فون بند کریں اور مسجد میں بند کر کے آیا کریں۔)

جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا اور نطفے کی جو مثال دی تھی کہ جس طرح نطفہ رحم میں جا کر نقائص کا حامل ہو جاتا ہے ایسا ہی بعض دفعہ انسان کا ایک دفعہ کا خشوع اس کو اگر پھل لگا بھی دے گا اور یا پھل لگا دیتا ہے تو پھر اس میں بعض دفعہ خنّاس پیدا ہو جاتا ہے، اپنی بڑائی پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ انبیاء کو قبول کر کے پھر چھوڑ دینے والوں کی حالت ہوتی ہے۔ تو یہ بڑائی اور تکبر ہی ہوتا ہے جو پھر ان کو ان نیکیوں سے چھڑوا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ان کا تعلق اس وقت تک رہتا ہے جب تک خدا تعالیٰ کے فرستادے سے تعلق رہے اور جہاں وہ تعلق چھوڑا وہاں ذلّت کے اور گمراہی کے کنوئیں میں گر گئے۔ پس ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا خوف پیش نظر رہنا چاہئے۔ اس کی رحیمیت کے حصول کے لئے کوشش رہنی چاہئے۔ اس کے فضلوں کو طلب کرتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اپنی ذرا سی کوششوں یا ایک آدھ دعا کے قبول ہونے یا چند سچی خوابیں دیکھنے پر نازاں نہیں ہو جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ تمہاری ایک آدھ دعا کا قبول ہو جانا یا چند سچی خوابیں دیکھ لینا تمہیں فلاح پانے والوں میں شمار کر لے گا۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والے اور فلاح والے اپنی عاجزی انکساری کی انتہا کو پہنچنے کے باوجود، لغویات سے پرہیز کرنے کے باوجود، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے باوجود، اپنی عصمتوں کی حفاظت کرنے کے باوجود، اپنے عہدوں کو پورا کرنے کے باوجود، اپنی عبادتوں کے حق ادا کرنے کے باوجود، اپنی نمازوں کے حق ادا کرنے کے باوجود اور ان کی حفاظت کرنے کے باوجود پھر بھی یہی کہتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں اپنے فضلوں کی چادر میں ڈھانپ لے کہ اس کے بغیر ہم کچھ نہیں ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جو انسان کی مسلسل کوشش کو جو وہ اس کی رحیمیت کو جذب کرنے کے لئے کرتا ہے قبولیت کا درجہ دیتا ہے۔ یعنی رحیمیت کو جذب کرنے کی کوشش جو ہے وہ مسلسل رہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل حاصل ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وجہ سے انسان قبول کیا جاتا ہے اور انجام اس کا بہترین نکلتا ہے۔

پس اس نکتے کو ایک حقیقی مومن کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے بیشک یہ فرمادیا کہ مومن فلاح پاگئے جو یہ یہ کام کرتے ہیں لیکن اس فلاح کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کے لئے ہر ترقی اور ہر فضل جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتے ہیں اسے اپنی کسی کوشش کا نتیجہ نہ سمجھیں بلکہ ہر ترقی کے بعد سمجھے کہ میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اگر یہ مادہ پیدا ہوجائے تو ترقی ہوتی چلی جائے گی ورنہ اس نطفے کی طرح جو رِحم میں جا کر مکمل پرورش نہیں پاتا اور چند ہفتوں کے بعد نکل کر ضائع ہوجاتا ہے، ہمارا عمل بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کو عارضی طور پر جذب کرنے کے بعد اپنے کسی بدعمل سے ناکارہ ہو کر ضائع ہوسکتا ہے اور ہوجاتا ہے۔

پس جیسا کہ میں نے کہا ہمیں اپنے انجام کی طرف توجہ رکھنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی رحیمیت کو جذب کرتے ہوئے ہمارے ہر عمل سے وہ بچہ پیدا ہو جو ہر لحاظ سے مکمل ہو۔ ان لوگوں میں ہم شمار ہوں جو جُوں جُوں عبادت میں ترقی کرنے والے ہوں تو تذلّل بھی ان کا بڑھتا چلا جائے۔ عاجزی اور انکساری بھی ان کی بڑھتی چلی جائے۔

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کی عبادتوں کی خوبصورتی اور خشوع کا ہم تصور بھی نہیں کرسکتے یہ فرماتے ہیں کہ میں بھی جنت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جاؤں گا (صحیح البخاری کتاب الطب باب تمنی المریض الموت حدیث نمبر 5673 دارالکتاب العربی بیروت 2004ء) تو پھر کسی اَور کا صرف عمل اسے کس طرح جنت میں لے جاسکتا ہے یا اللہ تعالیٰ اس سے راضی رہ سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام باتوں کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ضمانت دی ہوئی تھی اور انہوں نے دنیا کی اصلاح کرنی تھی، اسی کے لئے آئے تھے اور آپ کے عمل جیسا عمل تو کسی کا نہیں ہوسکتا وہ بھی اپنے خشوع وخضوع کو اس طرح بڑھاتے ہیں کہ نوافل میں یہ احساس ہی نہیں رہتا کہ میرے پاؤں بھی متورم ہوگئے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے مسلسل عاجزی اور اللہ تعالیٰ کا خوف ہے جو ہر ایک کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ ہر حقیقی مومن کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے نماز شروع کرنے اور ختم کرنے میں ایک واضح فرق ہو۔ اگر نماز شروع کرنے سے پہلے اس میں کوئی اَنا یا تکبر کا حصہ تھا بھی تو نماز ختم کرتے وقت اس کا دل ان چیزوں سے پاک ہونا چاہئے۔ اسی طرح باقی عبادتیں ہیں۔ ہر عبادت کا خاتمہ اس کے تکبر کا خاتمہ اور تذلل کا اختیار کرنا ہو۔ اپنے روزمرہ معاملات میں ایک دوسرے سے سلوک اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے دل میں عاجزی کی حالت لئے ہوئے ہو۔ پس عبادتیں ہمیں جھکائے چلی جانے والی ہونی چاہئیں تا کہ خدا تعالیٰ کی رحیمیت اس کو ہر وقت تازہ اور صحت مند پھلنے پھولنے والے پھل لگاتی رہے۔ ہر دن ہمیں اپنی کمزوریوں کی نشاندہی کرواتے ہوئے خدا تعالیٰ کے فضل کو بڑھانے والا بنائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ استغفار کرتے رہنے والا بنائے۔ ہماری ہر نیکی اگر خدا تعالیٰ کی نظر میں نیکی ہے تو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہو۔ ہم میں سے ہر ایک ان لوگوں میں شامل ہوجائے جو خدا تعالیٰ کی نظر میں فلاح پانے والے ہوں۔

☆......☆......☆

بقیہ خطاب حضور انور از صفحہ 10

زندگی بسر کی جارہی ہے۔ یہ انہیں تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو تو حفاظت کرو۔ لیکن اگر حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں تو یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہوگی"۔ اس خوش فہمی میں نہ پڑے رہو کہ معاشرہ ٹھیک ہے ہمیں کوئی دیکھ نہیں رہا، یہاں کے ماحول میں پردے کی ضرورت نہیں کیونکہ لوگوں کو دیکھنے کی عادت نہیں۔ فرمایا کہ اگر یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہوگی۔ "اسلامی تعلیم کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ جس نے مرد وعورت کو الگ رکھ کر ٹھوکر سے بچایا اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی جس کے باعث یورپ میں آئے دن کی خانہ جنگیاں اور خودکشیاں دیکھیں"۔ یہ بھی خودکشیوں کا یہاں جو اتنا ہائی ریٹ (High rate) ہے اس کی بھی ایک یہی وجہ ہے۔ "بعض شریف عورتوں کا طوائفانہ زندگی بسر کرنا ایک عملی نتیجہ اس اجازت کا ہے جو غیر عورت کو دیکھنے کے لئے دی گئی"۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 21,22۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

تو آج بھی دیکھ لیں کہ جس بات کی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نشاندہی فرمارہے ہیں جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ آیا ہوں اسی کی وجہ سے بے اعتمادی پیدا ہوئی اور اس بے اعتمادی کی وجہ سے گھر اجڑتے ہیں اور طلاقیں ہوتی ہیں۔ یہاں جو اِن مغربی ممالک میں ستر، اسّی فیصد طلاقوں کی شرح ہے یہ آزاد معاشرے کی وجہ ہی ہے۔ یہ چیزیں برائیوں کی طرف لے جاتی ہیں اور پھر گھر اُجڑنے شروع ہوجاتے ہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں: "پردے کا اتنا تشدد جائز نہیں ہے...... حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر بچہ رِحم میں ہو تو کبھی مرد اس کو نکال سکتا ہے۔ دینِ اسلام میں تنگی وحرج نہیں۔ جو شخص خوامخواہ تنگی وحرج کرتا ہے وہ اپنی نئی شریعت بناتا ہے۔ گورنمنٹ نے بھی پردہ میں کوئی تنگی نہیں کی اور اب قواعد بھی بہت آسان بنادیئے ہیں۔ جو جو تجاویز و اصلاحات لوگ پیش کرتے ہیں گورنمنٹ انہیں توجہ سے سنتی اور ان پر مناسب اور مصلحتِ وقت کے مطابق عمل کرتی ہے۔ کوئی شخص مجھے یہ تو بتائے کہ پردہ میں نبض دکھانا کہاں منع کیا ہے"۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 171۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ایک تو یہ فرمایا کہ بعض عورتوں کی پیدائش کے وقت اگر مرد ڈاکٹروں کو بھی دکھانا پڑے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ وہاں جو بعض مرد غیرت کھاجاتے ہیں کہ مردوں کو نہیں دکھانا وہ بھی منع ہے۔ ضرورت کے وقت مرد ڈاکٹروں کے سامنے پیش ہونا کوئی ایسی بات نہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں: "اسلامی پردہ پر اعتراض کرنا ان کی جہالت ہے۔" یعنی یورپین لوگوں کی یا جو لوگ یہ سوچ رکھتے ہیں کہ پردہ نہیں ہونا چاہئے۔ "اللہ تعالیٰ نے پردہ کا ایسا حکم دیا ہی نہیں جس پر اعتراض وارد ہو۔ قرآن مسلمان مردوں اور عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ غضِّ بصر کریں۔ جب ایک دوسرے کو دیکھیں گے ہی نہیں تو محفوظ رہیں گے۔ یہ نہیں کہ انجیل کی طرح یہ حکم دے دیتا ہے کہ 'شہوت کی نظر سے نہ دیکھو'۔ افسوس کی بات ہے کہ انجیل کے مصنّف کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ شہوت کی نظر کیا ہے؟ نظر ہی تو ایک ایسی چیز ہے جو شہوت انگیز خیالات کو پیدا کرتی ہے۔ اس تعلیم کا جو نتیجہ ہوا ہے وہ اُن لوگوں سے مخفی نہیں ہے جو اخبارات پڑھتے ہیں۔ اُن کو معلوم ہوگا کہ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے کیسے شرمناک نظارے بیان کیے جاتے ہیں۔

اسلامی پردہ سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ عورت جیل خانہ کی طرح بند رکھی جاوے۔ قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں سَتر کریں۔ وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں۔ جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدّنی امور کے لئے پڑے ان کو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے، وہ بے شک جائیں لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے"۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 297,298۔ ایڈیشن 2003 مطبوعہ ربوہ)

ایک جگہ آپؑ نے فرمایا کہ پہلے مردوں کی اصلاح کرلو پھر کہو کہ پردہ کی ضرورت نہیں رہی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ حقیقی معنوں میں تقویٰ کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور کبھی ایسی خواہشات کی تکمیل کے لئے جو صرف ذاتی خواہشات ہوں دین میں بگاڑ پیدا کرنے والے نہ ہوں۔

ہمیشہ یادرکھیں کہ ایک احمدی عورت اور احمدی بچی کا ایک مقام ہے۔ آپ کو اللہ اور اس کے رسول نے نیکیوں پر قائم رہنے کے طریق بتائے ہیں۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تفصیل سے وہ ہمارے سامنے کھول کر رکھ دیئے ہیں۔ کسی بھی قسم کے کمپلیکس میں مبتلا ہوئے بغیر ان راستوں پر چلیں اور ان حکموں پر عمل کریں۔ دنیا کو بتائیں اور کھول کر بتائیں کہ اگر عورتوں کے حقوق کی حفاظت کسی نے کی ہے تو اسلام نے کی ہے۔ معاشرے میں اگر عورت کی عزت قائم کی ہے تو اسلام نے کی ہے۔ تم اے دنیا کی چکاچوند میں پڑے رہنے والو! آج اگر معاشرے کو امن پسند بنانا چاہتے ہو تو اسلام کی تعلیم کو اپناؤ۔ آپ کو یہ سبق ان کو دینا چاہئے، نہ کہ ان کی باتوں اور کمپلیکس میں آئیں۔ ان کو بتائیں کہ آج اگر اپنی عزتوں کو قائم کرنا ہے تو اسلام کی طرف آؤ۔ آج اگر اپنے گھروں کو جنت نظیر بنانا ہے تو ہمارے پیچھے چلو۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 24 /اپریل 2015)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ
سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زدجام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔

رابطہ: عبدالقدوس نیاز
098154-09445
ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی

قرآن مجید، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے عورتوں کے حقوق، ان سے حسن سلوک، پردہ اور تعدد ازواج سے متعلق اسلام کی حقیقی تعلیم کا بیان

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 38ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 31ر جولائی 2004ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں مستورات سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اسلام کی تعلیم میں جہاں ہر چھوٹے سے چھوٹے معاملے میں بھی احکامات موجود ہیں اور معاشرتی، گھریلو یا ذاتی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس کے بارے میں ہمیں بتا نہ دیا گیا ہو اور قرآن کریم کی جن باتوں کی وضاحت ضروری تھی وہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل اور ارشادات سے سمجھا دی اور اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کے بارے میں بتایا جو بظاہر چھوٹی ہیں لیکن انسانی زندگی کے اخلاق اور صحت پر اثر انداز ہو سکتی ہیں۔ اتنی باریکی سے ذاتی زندگی میں جا کر احکامات دیئے گئے ہیں کہ اسلام کے مخالفین کو اگر کوئی اور اعتراض نہیں ملا تو یہی کہہ دیا کہ یہ کیسا مذہب ہے، یہ کیسا رسول ہے کہ ایسی باتوں کا بھی حکم دیتا ہے جن کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ جو گھریلو یا ذاتی نوعیت کی باتیں ہیں۔ لیکن ان عقل کے اندھوں کو یہ پتہ نہیں لگتا کہ یہی باتیں ہیں جو اخلاق اور مذہب پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ یہ تو ایک ضمنی بات تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جس طرح باقی معاملات میں اور مختلف احکامات دیئے ہیں اس میں عورت کے حقوق کا بھی ذکر فرمایا ہے، اس میں عورت کے فرائض کا بھی ذکر فرمایا ہے، اختیارات کا ذکر فرمایا ہے، ذمہ داریوں کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ اور بعض اوقات ہمیں پتہ نہیں لگتا اور قرآن کریم کو غور سے نہ پڑھنے کی وجہ سے پتہ نہیں لگتا یا یہاں اس معاشرے میں رہنے کی وجہ سے ہم متأثر ہو جاتے ہیں، بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں اور بظاہر یوں لگ رہا ہوتا ہے کہ عورت پر سختی ہے۔ حالانکہ وہ باتیں عورت کے عزت و احترام کے قائم کرنے کے لئے اور عورت کی گھریلو اور ذاتی زندگی اور معاشرتی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے ہوتی ہیں۔ یہاں کے لوگ جو اس معاشرے میں رہ رہے ہیں اس معاشرے کی وجہ سے ان لوگوں کی باتوں میں آ جاتے ہیں۔ خاص طور پر عورتیں سمجھتی ہیں کہ اسلام میں عورت کی حیثیت ایک کم درجے کے شہری کی ہے اور اصل مقام جو ہے وہ صرف مرد کو دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ غلط پروپیگنڈہ ہے جو اسلام دشمنوں نے اسلام کے خلاف کیا ہے اور اس پروپیگنڈے سے متأثر ہو کر ایسی عورتیں جن کو قرآن کریم یا دین کی صحیح تعلیم کا علم نہیں اور انہوں نے اس کا صحیح مطالعہ نہیں کیا، وہ ان کی باتوں میں آ جاتی ہیں۔ خاص طور پر نوجوان نسل بعض دفعہ متأثر ہو جاتی ہے۔

اس لئے میں نوجوان نسل سے کہتا ہوں کہ یہ دجّال کی ایک چال ہے کہ آہستہ آہستہ مسلمان عورتوں کو ان کا ہمدرد بن کر اسلام سے اتنا دور لے جاؤ کہ اسلام کی آئندہ نسل اُن سوچوں کی حامل ہو جائے جو اسلام کی تعلیم سے دور لے جانے والی ہیں اور اس طرح وہ اپنا مقصد حاصل کر لے۔ احمدی عورت کو ہمیشہ ان سوچوں سے بچنا چاہئے اور دنیا کو بتا دینا چاہئے کہ تم جو کہہ رہے ہو غلط ہے۔ اسلام نے تو عورت کو جو تحفظ دیا ہے اَور کوئی مذہب اتنا تحفظ نہیں دیتا۔ اور ہمیں اس زمانے میں جس طرح کھول کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بتا دیا ہے اس کے بعد تو ممکن ہی نہیں کہ ایک احمدی عورت کسی دجّالی چال یا کسی فتنے میں آئے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ: ’’عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔ مختصر الفاظ میں فرما دیا ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ (البقرۃ :229) کہ جیسے مَردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر ہیں۔ بعض لوگوں کا حال سنا جاتا ہے کہ ان بیچاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں، حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پردہ کے حکم ایسے ناجائز طریق سے برتتے ہیں کہ ان کو زندہ درگور کر دیتے ہیں۔ چاہئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان ہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے‘‘۔

(ملفوظات۔ جلد سوم صفحہ 300۔301۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

تو دیکھیں کتنی وضاحت سے آپؑ نے فرمایا کہ حقوق کے لحاظ سے دونوں کے حقوق ایک جیسے ہیں۔ اس لئے مرد یہ کہہ کر کہ مَیں قوّام ہوں اس لئے میرے حقوق بھی زیادہ ہیں، زیادہ حقوق کا حقدار نہیں بن جاتا۔ جس طرح عورت مرد کے تمام فرائض ادا کرنے کی ذمہ دار ہے اسی طرح مرد بھی عورت کے تمام فرائض ادا کرنے کا ذمہ دار ہے۔

فرمایا کہ ہمارے ہاں یہ محاورہ ہے کہ عورت پاؤں کی جوتی ہے، یہ انتہائی گھٹیا سوچ ہے، غلط محاورہ ہے۔ اس محاورے کا مطلب یہ ہے کہ جب عورت سے دل بھر گیا تو دوسری پسند آ گئی اس سے شادی کر لی۔ اسے چھوڑ دیا اور پہلی بیوی کے جذبات و احساسات کا کوئی خیال ہی نہ رکھا گیا تو یہ انتہائی گھٹیا حرکت ہے۔ عورت کوئی بے جان چیز نہیں ہے بلکہ جذبات احساسات رکھنے والی ایک ہستی ہے۔ مردوں کو یہ سمجھایا ہے کہ یہ ایک عرصے تک تمہارے گھر میں سکون کا باعث بنی، تمہارے بچوں کی ماں ہے، ان کی خاطر تکلیفیں برداشت کرتی رہی ہے۔ اب اس کو تم ذلیل سمجھو اور گھٹیا سلوک کرو اور بہانے بنا بنا کر اس کی زندگی اجیرن کرنے کی کوشش کرو تو یہ بالکل ناجائز چیز ہے۔ یا پھر پردہ کے نام پر باہر نکلنے پر ناجائز پابندیاں لگا دو۔ اگر کوئی مسجد میں جماعتی کام کے لئے آتی ہے تو الزام لگا دو کہ تم کہیں اور جا رہی ہو۔ یہ انتہائی گھٹیا حرکتیں ہیں جن سے مردوں کو روکا گیا ہے حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ تمہارا عورت سے اس طرح سے سلوک ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔

جس طرح دو حقیقی دوست ایک دوسرے کے لئے قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں اس طرح مرد اور عورت کو تعلق رکھنا چاہئے کیونکہ جس بندھن کے تحت عورت اور مرد آپس میں بندھے ہیں وہ ایک زندگی بھر کا معاہدہ ہے اور معاہدے کی پاسداری بھی اسلام کا بنیادی حکم ہے۔ معاہدوں کو پورا کرنے والے بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ٹھہرتے ہیں۔ اور کیونکہ یہ ایک ایسا بندھن ہے جس میں ایک دوسرے کے راز دار بھی ہوتے ہیں اس لئے فرمایا کہ مرد کی بہت سی باتوں کی عورت گواہ ہوتی ہے کہ اس میں کیا کیا نیکیاں ہیں، کیا خوبیاں ہیں، کیا برائیاں ہیں۔ اس کے اخلاق کا معیار کیا ہے؟ تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرما رہے ہیں کہ اگر مرد عورت سے صحیح سلوک نہیں کرتا اور اس کے ساتھ صلح صفائی سے نہیں رہتا، اس کے حقوق ادا نہیں کرتا تو وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کیسے ادا کرے گا۔ اس کی عبادت کس طرح کرے گا، کس منہ سے اس خدا سے رحم مانگے گا؟ جبکہ وہ خود اپنی بیوی پر ظلم کرنے والا ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے وہی اچھا ہے جو اپنے اہل سے اچھا ہے، اپنی بیوی سے اچھا ہے۔ تو دیکھیں یہ ہے عورت کا تحفّظ جو اسلام نے کیا ہے۔ اب کونسا مذہب ہے جو اس طرح عورت کو تحفظ دے رہا ہو۔ اس کے حقوق کا اس طرح خیال رکھتا ہو۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا۔ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ۔ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا

(النساء :20) کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم زبردستی کرتے ہوئے عورتوں کا ورثہ لو۔ اور انہیں اس غرض سے تنگ نہ کرو کہ تم جو کچھ انہیں دے بیٹھے ہو اس میں سے کچھ لے بھاگو۔ سوائے اس کے کہ وہ کھلی کھلی بے حیائی کی مرتکب ہوئی ہوں۔ اور ان سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اور اگر تم انہیں ناپسند کرو تو عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس میں بھلائی رکھ دے۔

تو فرمایا کہ اے مومنو! جو یہ دعویٰ کرتے ہو کہ ہمیں اللہ تعالیٰ پر بھی ایمان ہے اور اس کے رسول پر بھی ایمان ہے تو اس ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ جو حکم تمہیں اللہ اور اس کے رسول نے دیئے ہیں ان پر عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ عورتوں سے حسن سلوک کرو۔ جن کو تم دوسرے گھروں سے بیاہ کر لائے ہو ان کے عزیز رشتے داروں سے ماں باپ بہنوں بھائیوں سے جدا کیا ہے ان کو بلاوجہ تنگ نہ کرو، ان کے حقوق ادا کرو۔ اور ان کے حقوق ادا نہ کرنے کے بہانے تلاش نہ کرو۔ الزام تراشیاں نہ کرو۔ اس کوشش میں نہ لگے رہو کہ کس طرح عورت کی دولت سے، اگر اس کے پاس دولت ہے، فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اب اس فائدہ اٹھانے کے بھی کئی طریقے ہیں۔ ایک تو ظاہری دولت ہے جو نظر آ رہی ہے۔ بعض مرد عورتوں کو اتنا تنگ کرتے ہیں کئی دفعہ ایسے واقعات ہو جاتے ہیں کہ ان کو کوئی ایسی بیماری لگ جاتی ہے کہ جس سے انہیں کوئی ہوش ہی نہیں رہتا اور پھر ان عورتوں کی دولت سے مرد فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔ پھر بعض دفعہ میاں بیوی کی نہیں بنتی تو اس کوشش میں رہتے ہیں کہ عورت خلع لے لے تاکہ مرد کو طلاق نہ دینی پڑے اور حق مہر نہ دینا پڑے۔ تو یہ بھی مالی فائدہ اٹھانے کی ایک قسم ہے۔ پھر بیچاری عورتوں کو ایک لمبا عرصہ تنگ کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ حق مہر عورت کا حق ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ حرکت کسی طور پر جائز نہیں۔ پھر بعض دفعہ زبردستی یا دھوکے

سے عورت کی جائداد لے لیتے ہیں مثلاً عورت کی رقم سے مکان خریدا اور کسی طرح بیوی کو قائل کر لیا کہ میرے نام کردو یا کچھ حصہ میرے نام کردو۔ آدھے حصے کے مالک بن گئے۔ اور اس کے بعد جب ملکیت مل جاتی ہے تو پھر ظلم کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور پھر یہ ہوتا ہے کہ بعض دفعہ علیحدہ ہو کے مکان کا حصہ لے لیتے ہیں یا بعض لوگ گھر بیٹھے رہتے ہیں اور عورت کی کمائی پر گزارا کر رہے ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ تمام جو اس قسم کے مرد ہیں ناجائز کام کرنے والے لوگ ہیں۔ اور بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ خاوند فوت ہو جائے تو اس کے رشتے دار یا سسرال والے جائداد پر قبضہ کر لیتے ہیں اور بیچاری عورت کو کچھ بھی نہیں ملتا اور اس کو دھکے دے کر ماں باپ کے گھروں میں بھیج دیا جاتا ہے۔ تو یہ سب ظالمانہ فعل ہیں، ناجائز ہیں۔ تو یہ اسلام ہے جو ہمیں بتا رہا ہے کہ عورت سے اس قسم کا سلوک نہ کرو۔ اب یہ بتائیں کہ اور کس مذہب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس نے اس گہرائی میں جا کر عورت کے حقوق کا اتنا خیال رکھا ہو۔ یہ اسلام ہی ہے جس نے عورت کو یہ حقوق دلوائے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''بیوی اسیر کی طرح ہے۔ اگر یہ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ پر عمل نہ کرے تو وہ ایسا قیدی ہے جس کی کوئی خبر لینے والا نہیں''۔

(الحکم جلد نمبر 8۔ مورخہ 10 مارچ 1904ء صفحہ 6)

غرض ان سب کی غور و پرداخت میں اپنے آپ کو بالکل الگ سمجھے اور ان کی پرورش محض رحم کے لحاظ سے کرے نہ کہ جانشین بنانے کے لئے بلکہ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان:75) کا لحاظ ہو۔ تو فرمایا کہ بیویوں سے حسن سلوک کرو کیونکہ جب وہ اپنا گھر چھوڑ کر تمہارے گھر آتی ہیں تو ان کے ساتھ نرمی اور رحم کا معاملہ ہونا چاہئے اور تقویٰ کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔ ایک لڑکی جب اپنے ماں باپ کا گھر چھوڑ کر خاوند کے گھر آتی ہے تو اگر اس سے حسن سلوک نہ ہو تو اس کی اس گھر میں، سسرال کے گھر میں، اگر جوائنٹ (joint) فیملی ہے تو وہی حالت ہوتی ہے جو ایک قیدی کی ہو رہی ہوتی ہے۔ اور قیدی بھی ایسا جسے کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا۔ لڑکی نہ خود ماں باپ کو بتاتی ہے، نہ ماں باپ پوچھتے ہیں کہ بچی کا گھر خراب نہ ہو۔ تو اگر لڑکی اس طرح گھٹ گھٹ کر مر رہی ہو تو یہ ایک ظالمانہ فعل ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''یہ مت سمجھو کہ پھر عورتیں ایسی چیزیں ہیں کہ ان کو بہت ذلیل اور حقیر قرار دیا جاوے۔ نہیں نہیں۔ ہمارے ہادیٔ کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں؟ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کر سکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو۔ نہ یہ کہ ہر ادنیٰ بات پر زدوکوب کرے۔ ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ ایک غصّہ سے بھرا ہوا انسان بیوی سے ادنیٰ سی بات پر ناراض ہو کر اس کو مارتا ہے اور کسی نازک مقام پر چوٹ لگی ہے اور بیوی مر گئی ہے۔ اس لئے ان کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء:20) ہاں اگر وہ بیجا کام کرے تو تنبیہ ضروری چیز ہے۔ انسان کو چاہئے کہ عورتوں کے دل میں یہ بات جما دے کہ وہ کوئی ایسا کام جو دین کے خلاف ہو کبھی بھی پسند نہیں کر سکتا اور ساتھ ہی وہ ایسا جابر اور ستم شعار نہیں کہ اس کی کسی غلطی پر بھی چشم پوشی نہیں کر سکتا''۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 403۔404، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ایک جگہ آپ نے فرمایا ہے کہ:

''یہ دل دُکھانا بڑے گناہ کی بات ہے اور لڑکیوں کے تعلقات بہت نازک ہوتے ہیں''۔ تو جہاں مردوں کو سختی کی اجازت ہے وہ تنبیہ کی اجازت ہے۔ مارنے کی تو سوائے خاص معاملات کے اجازت ہے ہی نہیں۔ اور وہاں بھی صرف دین کے معاملات میں اور اللہ تعالیٰ کے واضح احکامات کی خلاف ورزی کرنے کے معاملات میں اجازت ہے۔ لیکن جو مرد خود نماز نہیں پڑھتا، خود دین کے احکامات کی پابندی نہیں کر رہا وہ عورت کو کچھ کہنے کا کیا حق رکھتا ہے؟ تو مَردوں کو شرائط کے ساتھ جو بعض اجازتیں ملی ہیں وہ عورت کے حقوق قائم کرنے کے لئے ہیں۔ (شاید عورتوں کو یہ خیال ہو کہ یہ باتیں تو مردوں کو بتانی چاہئیں۔ فکر نہ کریں ساتھ کی مارکی میں مرد سن رہے ہیں بلکہ ساری دنیا میں سن رہے ہیں آپ کے حقوق کی حفاظت کے لئے۔)

ایک صحابی کے اپنی بیوی کے ساتھ سختی سے پیش آنے اور ان سے حسن سلوک نہ کرنے پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بیویوں سے حسن سلوک کرنے کا حکم فرمایا کہ:

''یہ طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو''۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ 75)

آپؑ فرماتے ہیں کہ: ''اس الہام میں تمام جماعت کے لئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں۔ وہ ان کی کنیزکیں نہیں ہیں۔ درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دغا باز نہ ٹھہرو۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اور حدیث میں ہے خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ یعنی تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے۔ سو روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ ان کے لئے دعا کرتے رہو اور طلاق سے پرہیز کرو۔ کیونکہ نہایت بد خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے۔ جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو ایک گندے برتن کی طرح جلد مت توڑو''۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ 75 حاشیہ)

تو دیکھیں کہ اس زمانے میں بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے حقوق ادا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرما دیا۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ اصل میں تو مرد کو ایک طرح سے عورت کا نوکر بنا دیا ہے۔ آج پڑھی لکھی دنیا کا کوئی قانون بھی اس طرح عورت کو حق نہیں دلواتا۔

پھر بعض دفعہ شادی کے بعد میاں بیوی کی نہیں بنتی، طبیعتیں نہیں ملتیں یا اور کچھ وجوہات پیدا ہوتی ہیں تو اسلام نے دونوں کو اس صورت میں علیحدگی کا حق دیا ہے اور یہ حق بعض شرائط کی پابندی کے ساتھ مردوں کو طلاق کی صورت میں ہے اور عورتوں کو خلع کی صورت میں ہے۔ اور مردوں کو یہ بھی حکم ہے کہ اپنے اس حق کو استعمال کرتے ہوئے عورتوں کے ساتھ زیادتی نہ کرو۔ اگر اس طرح زیادتی کرو گے تو یہ ظلم ہوگا اور پھر ظلم کی سزا بھی تمہیں ملے گی۔

ایک دوسری آیت وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (البقرۃ:228) کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے:

''اور اگر طلاق دینے پر پختہ ارادہ کر لیں سو یاد رکھیں کہ خدا سننے والا اور جاننے والا ہے۔ یعنی اگر وہ عورت جس کو طلاق دی گئی خدا کے علم میں مظلوم ہو اور پھر وہ بددعا کرے تو خدا اس کی بددعا سن لے گا''۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام زیر سورۃ البقرۃ آیت 228)

تو یہاں تک مردوں کو ڈرایا ہے۔ دیکھیں آپ کے حقوق قائم کرنے کے لئے کس طرح مردوں کو انذار ہے۔

پھر ایک اعتراض اسلام پر یہ کیا جاتا ہے اور اسی اعتراض کو لے کر عورتوں کے دلوں میں یہ احساس پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ دیکھو تمہارے جذبات کی کوئی قدر نہیں۔ تمہیں تو اسلام نے گھر کے اندر بند کر کے رکھا ہوا ہے اور مرد کو کھلی چھٹی دی ہے جو چاہے کرے حتیٰ کہ اگر اس کی خواہش ہو وہ ایک سے زیادہ شادیاں کر لے تو اس کی بھی اجازت ہے۔ اوّل تو یہ دجّالی اعتراضات ہیں بغیر سیاق و سباق کے ان کو پیش کیا جاتا ہے اور پتہ ہے کہ یہ عورت کی کمزوری ہے اس لئے اس کو انگیخت کیا ہے کہ عورت کے جذبات کو ابھار کر فائدہ اٹھایا جائے۔

ان اعتراض کرنے والوں سے کوئی پوچھے کہ تم جو ایک شادی پر اکتفا کرنے کو اچھا سمجھتے ہو کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہارے خاوند بعض برائیوں میں مبتلا نہیں۔ اکثر کا جواب یہی ملے گا کہ ہمیں اپنے خاوندوں پر تسلی نہیں اور ان مغربی معاشروں میں طلاقوں کی شرح انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ اس میں سے ایک بہت بڑی اکثریت اسی بے اعتمادی کی وجہ سے طلاقیں لیتی ہے۔ عورت مرد پر شک کرتی ہے اور پھر اس شک کی وجہ سے بعض اوقات خود بھی بعض برائیوں اور فضولیات میں پڑ جاتی ہے۔

اسلام نے جو چار شادیوں تک کی اجازت دی ہے وہ بعض شرائط کے ساتھ دی ہے۔ ہر ایک کو کھلی چھٹی نہیں ہے کہ وہ شادی کرتا پھرے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ تم تقویٰ پر قائم ہو اپنا جائزہ لو کہ جس وجہ سے تم شادی کر رہے وہ جائز ضرورت بھی ہے۔ پھر یہ بھی دیکھو کہ تم شادی کر کے بیویوں کے درمیان انصاف کر سکو گے کہ نہیں۔ اور اگر نہیں تو پھر تمہیں شادی کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ اگر تم پہلی بیوی کی ذمہ داریاں اور حقوق ادا نہیں کر سکتے اور دوسری شادی کی فکر میں ہو تو پھر تمہیں دوسری شادی کا کوئی حق نہیں ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے یہاں تک فرمایا ہے کہ:

''یہ حقوق اس قسم کے ہیں کہ اگر انسان کو پورے طور پر معلوم ہوں تو بجائے بیاہ کے وہ ہمیشہ رنڈوا رہنا پسند کرے۔ خدا تعالیٰ کی تہدید کے نیچے رہ کر جو شخص زندگی بسر کرتا ہے وہی ان کی بجا آوری کا دم بھر سکتا ہے۔ ایسے لذّات کی نسبت جن سے خدا تعالیٰ کا تازیانہ ہمیشہ سر پر رہے تلخ زندگی بسر کر لینی ہزار ہا درجہ بہتر ہے۔

تعدّد ازدواج کی نسبت اگر ہم تعلیم دیتے ہیں تو صرف اس لئے کہ معصیت میں پڑنے سے انسان بچا رہے اور شریعت نے اسے بطور علاج کے ہی رکھا ہے''۔ (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 63,64 ایڈیشن 1985 مطبوعہ انگلستان)

یعنی اگر یہ احساس ہو کہ ان حقوق کو جو اللہ تعالیٰ نے عورت کے حقوق مقرر فرمائے ہیں ادا نہ کر کے اللہ تعالیٰ مرد کو کتنی شدید پکڑ میں لا سکتا ہے تو فرمایا کہ اگر مردوں کو یہ علم ہو تو وہ شاید یہ بھی پسند نہ کریں کہ ایک شادی بھی کریں۔ ایک شادی بھی ان کے لئے مشکل ہو جائے چونکہ پتہ نہیں کس وجہ سے عورت کا کونسا حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے نیچے آ جائیں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی لے لیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ''پہلی بیوی کی رعایت اور دلداری یہاں تک کرنی چاہئے کہ اگر کوئی ضرورت مرد کو ازدواج ثانی کی محسوس ہو لیکن وہ دیکھتا ہے کہ دوسری بیوی کے کرنے سے اس کی پہلی بیوی کو سخت صدمہ ہوتا ہے اور حد درجہ کی اس کی دلشکنی ہوتی ہے تو اگر وہ صبر کر سکے اور کسی معصیت میں مبتلا نہ ہوتا ہو'' یعنی کسی گناہ میں مبتلا نہ ہو'' اور نہ کسی شرعی ضرورت کا اس سے خون ہوتا ہو تو ایسی صورت میں اگر ان اپنی ضرورتوں کی قربانی سابقہ بیوی کی دلداری کے لئے کر دے اور ایک ہی بیوی پر اکتفا کرے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اسے مناسب ہے کہ دوسری شادی نہ کرے''۔ (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 64,65، ایڈیشن 1985 مطبوعہ انگلستان)

تو فرمایا کہ یہ شادیاں صرف شادیوں کے شوق میں نہ کرو۔ بعض مردوں کو شوق ہوتا ہے ان لوگوں کو بھی جواب دے دیا جو کہتے ہیں کہ اسلام ہمیں چار شادیوں کی اجازت دیتا ہے۔ فرمایا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو تمہاری پہلی بیوی ہے اس کے جذبات کی خاطر اگر صبر کر سکتے ہو تو کرو۔ ہاں اگر کوئی شرعی ضرورت ہے تو پھر بے شک کرو۔ ایسے حالات میں عموماً پہلی بیویاں بھی اجازت دے دیا کرتی ہیں۔ تو بہرحال خلاصہ یہ کہ پہلی بیوی کے جذبات کی خاطر مرد کو قربانی دینی چاہئے اور سوائے اشد مجبوری کے شوقیہ شادیاں نہیں کرنی چاہئیں۔

فرمایا کہ: ''ہمیں جو کچھ خدا تعالیٰ سے معلوم ہوا ہے وہ بِلا کسی رعایت کے بیان کرتے ہیں۔ قرآن شریف کا منشاء زیادہ بیویوں کی اجازت سے یہ ہے کہ تم کو اپنے نفوس کو تقویٰ پر قائم رکھنے اور دوسرے اغراض مثلاً اولاد صالحہ کے حاصل کرنے اور خویش و

اقارب کی نگہداشت اور ان کے حقوق کی بجا آوری سے ثواب حاصل ہو۔ اور اپنی اغراض کے لحاظ سے اختیار دیا گیا ہے کہ ایک دو تین چار عورتوں تک نکاح کرلو۔ لیکن اگر ان میں عدل نہ کرسکو تو پھر یہ فسق ہوگا اور بجائے ثواب کے عذاب حاصل کرو گے کہ ایک گناہ سے نفرت کی وجہ سے دوسرے گناہوں پر آمادہ ہوئے‘‘۔

فرمایا: ’’دل دکھانا بڑا گناہ ہے اور لڑکیوں کے تعلقات بڑے نازک ہوتے ہیں۔ جب والدین ان کو اپنے سے جدا اور دوسرے کے حوالے کرتے ہیں تو خیال کرو کہ کیا امیدیں ان کے دلوں میں ہوتی ہیں اور جن کا اندازہ انسان عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ کے حکم سے ہی کرسکتا ہے‘‘۔

فرمایا کہ: ’’خدا تعالیٰ کے قانون کو اس کے منشاء کے برخلاف ہرگز نہ برتنا چاہئے اور نہ اس سے ایسا فائدہ اٹھانا چاہئے جس سے وہ صرف نفسانی جذبات کی ایک سپر بن جاوے۔ یاد رکھو کہ ایسا کرنا معصیت ہے۔ خدا تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ شہوات کا تم پر غلبہ نہ ہو بلکہ تمہاری غرض ہر ایک امر میں تقویٰ ہو‘‘۔

(ملفوظات جلد ہفتم۔ صفحہ 63,65۔ ایڈیشن 1985 مطبوعہ انگلستان)

تو یہ ہے اسلام کی خوبصورت تعلیم کہ مرد کی فطرت کے تقاضے کو بھی ملحوظ رکھا ہے لیکن ساتھ ہی عورت کے حقوق کو بھی تحفظ دیا ہے اور فرمایا کہ تم مومن ہو تو گھریلو معاملات میں، ذاتی معاملات میں ہمیشہ تمہیں تقویٰ مدنظر رہنا چاہئے۔

پھر فرمایا کہ: ’’ مخالفوں کی طرف سے یہ اعتراض ہؤا کرتا ہے کہ تعدّد ازدواج میں یہ ظلم ہے کہ اعتدال نہیں رہتا۔ اعتدال اسی میں ہے کہ ایک مرد کے لئے ایک ہی بیوی ہو۔ مگر مجھے تعجب ہے کہ وہ دوسروں کے حالات میں کیوں خواہ نخواہ مداخلت کرتے ہیں جبکہ یہ مسئلہ اسلام میں شائع متعارف ہے کہ چار تک بیویاں کرنا جائز ہے مگر جبر کسی پر نہیں۔ اور ہر ایک مرد اور عورت کو اس مسئلہ کی بخوبی خبر ہے تو یہ اُن عورتوں کا حق ہے کہ جب کسی مسلمان سے نکاح کرنا چاہیں تو اوّل شرط کرالیں کہ ان کا خاوند کسی حالت میں دوسری بیوی نہیں کرے گا۔ اور اگر نکاح سے پہلے ایسی شرط لکھی جائے تو بے شک ایسی بیوی کا خاوند اگر دوسری بیوی کرے تو جرم نقضِ عہد کا مرتکب ہوگا‘‘۔ یعنی کہ عہد کے توڑنے کا مرتکب ہوگا۔ ’’لیکن اگر کوئی عورت ایسی شرط نہ لکھاوے اور حکمِ شرع پر راضی ہووے تو اس حالت میں دوسرے کا دخل دینا بیجا ہوگا۔ اور اس جگہ یہ مثل صادق آئے گی کہ ’میاں بیوی راضی تو کیا کرے گا قاضی‘۔ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ خدا نے تو تعدّد ازدواج فرض واجب نہیں کیا ہے۔ خدا کے حکم کی رو سے صرف جائز ہے۔ پس اگر کوئی مرد اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے اس جائز حکم سے فائدہ اٹھانا چاہے جو خدا کے جاری کردہ قانون کی رو سے ہے اور اس کی پہلی بیوی اس پر راضی نہ ہو تو اس بیوی کے لئے یہ راہ کشادہ ہے کہ وہ طلاق لے لے اور اس غم سے نجات پاوے۔ اور اگر دوسری عورت جس سے نکاح کرنے کا ارادہ ہے اس نکاح پر راضی نہ ہو تو اس کے لئے بھی یہ سہل طریق ہے کہ ایسی درخواست کرنے والے کو انکاری جواب دے دے‘‘۔

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 246)

تو غیر جو اسلام پر چار شادیوں کا اعتراض کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے اور ہر ایک کو پتہ ہے کہ چار تک شادیاں کرسکتے ہیں۔ جو بھی مسلمان ہے مردوں کو بھی پتہ ہے، عورتوں کو بھی پتہ ہے۔ قرآن کی تعلیم ہے اور اس علم کے باوجود شادیاں ہوتی ہیں۔ لیکن فرمایا کہ چار تک شادیاں کرسکتا ہے بشرطیکہ ضرورت جائز ہو، حق ادا کرسکتا ہو۔ تو پھر جب معاہدہ کرنے والوں کے علم میں ہے تو دوسروں کو دخل اندازی کرنے کی کیا ضرورت پڑی ہے۔ ان لوگوں کو اپنے گھروں کی فکر کرنی چاہئے جہاں یہ لوگ غلط کاموں میں ملوث ہوکر اپنے گھروں کو برباد کر رہے ہوتے ہیں۔ بہرحال اس تحریر میں بھی دیکھ لیں کہ ہر قدم پر عورت کے حقوق کا تحفّظ کیا گیا ہے۔

غرض اگر آنکھوں پر پردے نہ پڑے ہوں تو یہ اعتراض ہو ہی نہیں سکتا کہ یہ کیوں اجازت دی گئی۔ جیسا کہ مَیں پہلے بھی ذکر کر آیا ہوں کہ ایک مسلمان عورت کے دماغ میں مغربی تہذیب کے علمبردار جو ہیں (جن میں خود بھی بے انتہا کمزوریاں ہیں اور بعض کا مَیں نے اشارۃً ذکر بھی کیا ہے) یہ بات ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مرد کو اسلام نے عورت پر فوقیت دی ہے اور اس طرح اسلام مرد کو یہ حق دیتا ہے کہ جس طرح چاہے وہ عورت سے سلوک کرے اور عورت کا کام ہے کہ وہ صرف فرمانبرداری کرتی رہے اور مرد کے سامنے اونچی آواز نہ کرے۔ تو یہ سب گمراہ کن پروپیگنڈا ہے جو اسلام کے خلاف کیا جاتا ہے۔ آپ لوگوں کو، خاص طور پر نوجوان نسل کو، اس کے متعلق اسلام کا حسین موقف لوگوں کے سامنے پیش کرنا چاہئے اور خود بھی اس قسم کی پریشانیوں میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

معترضین قرآن کریم کی اس آیت پر جو اعتراض کرتے ہیں کہ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (النسآء: 35) یعنی مردوں کو عورتوں پر حاکم بنایا گیا ہے۔ اور پھر یہ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ (النسآء: 35)۔ مرد کو ہر پہلو سے عورت پر فضیلت دی گئی ہے۔ اس کی مفسرین نے مختلف تفسیریں کی ہیں۔ لیکن ایک بہت خوبصورت تفسیر جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے کی ہے وہ مَیں تھوڑی سی بیان کرتا ہوں۔ فرمایا کہ:

’’سب سے پہلے تو لفظ قوّام کو دیکھتے ہیں۔ قوّام کہتے ہیں ایسی ذات کو جو اصلاح احوال کرنے والی ہو، جو درست کرنے والی ہو، جو ٹیڑھے پن اور کجی کو صاف سیدھا کرنے والی ہو۔ چنانچہ قوّام اصلاح معاشرہ کے لئے ذمہ دار شخص کو کہا جائے گا۔ پس قوّامون کا حقیقی معنی یہ ہے کہ عورتوں کی اصلاحِ معاشرہ کی اوّل ذمہ داری مرد پر ہوتی ہے۔ اگر عورتوں کا معاشرہ بگڑنا شروع ہوجائے، ان میں کج روی پیدا ہوجائے، ان میں ایسی آزادیوں کی رو چل پڑے جو ان کے عائلی نظام کو تباہ کرنے والی ہو یعنی گھریلو نظام کو تباہ کرنے والی ہو، میاں بیوی کے تعلقات کو خراب کرنے والی ہو، تو عورت پر دوش دینے سے پہلے مرد اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کو نگران مقرر فرمایا تھا۔ معلوم ہوتا ہے انہوں نے اپنی بعض ذمہ داریاں اس سلسلہ میں ادا نہیں کیں۔ اور بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (النسآء: 35) میں خدا تعالیٰ نے جو بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہر تخلیق میں کچھ خلقی فضیلتیں ایسی رکھی ہیں جو دوسری تخلیق میں نہیں ہیں اور بعض کو بعض پر فضیلت ہے۔ قوّام کے لحاظ سے مرد کی ایک فضیلت کا اس میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ ہرگز یہ مراد نہیں کہ مرد کو ہر پہلو سے عورت پر فضیلت حاصل ہے۔‘‘ (خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بر موقع جلسہ سالانہ انگلستان۔ یکم اگست 1987ء)

تو اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (النسآء: 35) کہہ کر مَردوں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ تمہیں جو اللہ تعالیٰ نے معاشرے کی بھلائی کا کام سپرد کیا ہے تم نے اس فرض کو صحیح طور پر ادا نہیں کیا۔ اس لئے اگر عورتوں میں بعض برائیاں پیدا ہوئی ہیں تو تمہاری نااہلی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ پھر عورتیں بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہیں، اب بھی، اس مغربی معاشرے میں بھی، اس بات کو تسلیم کیا جاتا ہے یہاں تک کہ عورتوں میں بھی، کہ عورت کو صنف نازک کہا جاتا ہے۔ تو خود تو کہہ دیتے ہیں کہ عورتیں نازک ہیں۔ عورتیں خود بھی تسلیم کرتی ہیں کہ بعض اعضاء جو ہیں، بعض قویٰ جو ہیں مردوں سے کمزور ہوتے ہیں، مرد کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ اس معاشرے میں بھی کھیلوں میں عورتوں مردوں کی علیحدہ علیحدہ ٹیمیں بنائی جاتی ہیں۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا کہ مَیں تخلیق کرنے والا ہوں اور مجھے پتہ ہے کہ مَیں نے کیا بناوٹ بنائی ہوئی ہے مرد اور عورت کی۔ اور اس فرق کی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ مرد کو عورت پر فضیلت ہے تو تمہیں اعتراض ہو جاتا ہے کہ دیکھو جی اسلام نے مرد کو عورت پر فضیلت دے دی۔ عورتوں کو تو خوش ہونا چاہئے کہ یہ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے مرد پر زیادہ ذمّہ داری ڈال دی ہے اس لحاظ سے بھی کہ اگر گھریلو چھوٹے چھوٹے معاملات میں عورت اور مرد کی چھوٹی چھوٹی چپقلشیں ہوجاتی ہے، ناچاقیاں ہوجاتی ہیں تو مرد کو کہا کہ کیونکہ تمہارے قویٰ مضبوط ہیں، تم قوام ہو، تمہارے اعصاب مضبوط ہیں اس لئے تم زیادہ حوصلہ دکھاؤ۔ اور معاملے کو حوصلے سے اس طرح حل کرو کہ یہ ناچاقی بڑھتے بڑھتے کسی بڑی لڑائی تک نہ پہنچ جائے۔ اور پھر طلاقوں اور عدالتوں تک نوبت نہ آجائے۔ پھر گھر کے اخراجات کی ذمہ داری بھی مرد پر ڈالی گئی ہے۔

پھر یہ اعتراض کہ مرد کو اجازت ہے کہ عورت کو مارے تو یہ اجازت اس طرح عام نہیں ہے۔ خاص حالات میں ہے۔ جب عورتوں کا باغیانہ رویّہ دیکھو تو پھر سزا دینے کا حکم ہے لیکن اصلاح کی خاطر۔ پہلے زبانی سمجھاؤ، پھر علیحدگی اختیار کرو، پھر اگر باز نہ آئے اور تمہاری بدنامی کا باعث بنی رہے تو پھر سختی کی بھی اجازت ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسی مار نہ ہو کہ جسم پر نشان پڑ جائے، یا کوئی زیادہ چوٹ آئے۔ مغلوب الغضب ہوکر نہیں مارنا بلکہ اصلاح کی غرض سے اگر تھوڑی سی سختی کرنی پڑے تو کرنی ہے۔ اب عورتیں خود سوچ لیں جو عورت اس حد تک جانے والی ہو، اپنے فرائض ادا نہ کرنے والی ہو، اپنی بری صحبت کی وجہ سے بچوں پہ بھی بُرا اثر ڈال رہی ہو اور ان میں بے چینی پیدا کر رہی ہو تو اس کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہئے۔ اس وجہ سے پھر بچوں کی، آپ کی نسل برباد ہو رہی ہوگی اور معاشرے میں بدنامی بھی ہو رہی ہوگی۔ لیکن ساتھ یہ حکم بھی دے دیا ہے کہ جو عورتیں اپنی اصلاح کرلیں تو پھر بہانے تلاش کرکے ان پر سختی کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اور اسی طرح جو عورتیں نیک ہیں، فرمانبردار ہیں، تمہارے گھروں کی صحیح طور پر حفاظت کرنے والیاں ہیں، تمہارے مال کو احتیاط سے خرچ کرنے والیاں ہیں، اس رقم میں جو تم ان کو گھر کے اخراجات کے لئے دیتے ہو، گھر چلانے کے لئے دیتے ہو، کچھ بچا کر پس انداز کرکے تمہارے گھر کی بہتری کے سامان پیدا کرنے والیاں ہیں۔ تمہارے بچوں کی صحیح رنگ میں تربیت کرنے والیاں ہیں ان کو معاشرے کا بہترین وجود بنانے والیاں ہیں، ان کا تو مردوں کو ہر طرح سے خیال رکھنا چاہئے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ان پر سختیاں نہیں کرنی چاہئیں اور یہ سمجھتے ہوئے کہ مجھے اس پر فضیلت ہے اس لئے جو مرضی کروں۔ اللہ تعالیٰ مردوں کو فرماتا ہے کہ اگر یہ سوچ ہے تو یاد رکھو اسی نے فرمایا کہ اللہ تمہارے سے بڑا ہے، اللہ کو بھی فضیلت ہے۔ اس لئے اُس کی پکڑ سے بچنے کے لئے ہمیشہ انصاف کے تقاضے پورے کرو۔ اب اس کے بعد کیا دلیل رہ جاتی ہے کہ یہ کہا جائے کہ اسلام میں عورت کو کمتر سمجھا گیا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ ہم میں سے کسی پر اس کی بیوی کا کیا حق ہے؟ فرمایا جب خود کھاؤ تو اسے کھلاؤ۔ خود پہنو تو اسے بھی کپڑے پہناؤ۔ چہرے پر نہ مارو۔ اسے برا بھلا نہ کہو اور ناراضگی کے باعث اگر علیحدہ ہونا پڑے تو پھر گھر میں اکٹھے ہی علیحدہ رہو۔

(ابوداؤد کتاب النکاح باب فی حق المرأۃ علیٰ زوجھا)

یعنی جیسا کہ پہلے بھی تفصیل سے ذکر آیا ہے کہ اگر سختی کرنی پڑے تو اصلاح کی غرض سے سختی ہونی چاہئے، نہ کہ بدلے لینے کے لئے غصے اور طیش میں آکر۔ اور پھر ان کے جذبات کے ساتھ ساتھ ان کے ظاہری جذبات کا بھی خیال رکھو۔ ان کی ظاہری ضروریات کا بھی خیال رکھو۔

جو عورتیں اپنے گھروں کی حفاظت کرنے والیاں ہیں، اپنے خاوندوں کی وفادار اور اولاد کی صحیح تربیت کرنے والیاں ہیں اُن کے متعلق اللہ تعالیٰ کے رسول کیا فرماتے ہیں۔ اس کی وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے۔

اسماءؓ بنت یزید انصاریہ سے روایت ہے کہ وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ وہ کہنے لگیں آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ مَیں آپؐ کے پاس مسلمان عورتوں کی نمائندہ بن کر آئی ہوں۔ میری جان آپؐ پر فدا ہو۔ شرق و غرب کی تمام عورتیں میری اس رائے سے اتفاق کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق کے ساتھ مردوں اور عورتوں کے لئے بھیجا ہے۔ ہم آپ پر ایمان لائیں اور اس خدا پر بھی جس نے آپ کو معبوث فرمایا۔ ہم عورتیں گھر میں ہی قید اور محصور ہوکر رہ گئی

ہیں۔ ہم آپ مردوں کی خواہشات کی تکمیل کا سامان کرتی ہیں۔ اور آپ کی اولاد سنبھالے پھرتی ہیں۔ اور آپ مردوں کے گروہ کو جمعہ، نماز باجماعت، عیادت مریضان، جنازوں پر جانا اور حج کے باعث ہم پر فضیلت حاصل ہے۔ اس سے بڑھ کر جہاد کرنا بھی ہے۔ آپ میں سے جب کوئی حج کرنے، عمرہ کرنے، یا جہاد کرنے کے لئے چل پڑتا ہے تو ہم آپ کے اموال کی حفاظت کرتی ہیں۔ لباس کے لئے روئی کاتتی اور آپ کی اولاد کو پالتی ہیں۔ تو یا رسول اللہ پھر بھی ہم آپ کے ساتھ اجر میں برابر کی شریک نہیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رُخ مبارک صحابہ کی طرف پھیرا اور فرمایا کہ کیا تم نے دین کے معاملہ میں اپنے مسئلہ کو اس عمدگی سے بیان کرنے میں اس عورت سے بہتر کسی کی بات سنی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں یہ ہرگز خیال نہ تھا کہ ایک عورت ایسی (گہری) سوچ رکھتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ: اے عورت! واپس جاؤ اور دوسری سب عورتوں کو بتادو کہ کسی عورت کے لئے اچھی بیوی بننا، خاوند کی رضا جوئی اور اس کے موافق چلنا، مردوں کی ان تمام نیکیوں کے برابر ہے۔ وہ عورت واپس گئی اور خوشی سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے الفاظ بلند کرتی گئی۔ (تفسیر الدر المنثور)

تو فرمایا کہ جو اس طرح تعاون کرنے والی اور گھروں کو چلانے والیاں ہیں اور اچھی بیویاں ہیں ان کا اجر بھی ان کے عبادت گزار خاوندوں اور اللہ کی خاطر جہاد کرنے والے خاوندوں کے برابر ہے۔ تو دیکھیں عورتوں کو گھر بیٹھے بٹھائے کتنے عظیم اجروں کی خوشخبری اللہ تعالیٰ دے رہا ہے، اللہ کا رسول دے رہا ہے۔

میں نے ابھی مختصراً چند باتیں بیان کی ہیں، جن میں کچھ تحفظات جو اسلام عورت کو فراہم کرتا ہے اور کچھ حقوق جو عورت کے ہیں ان کا ذکر کیا ہے۔

اب میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا حکم، جو اصل میں عورت کو عورت کا وقار اور مقام بلند کرنے کے لئے دیا گیا ہے اس کی طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں اور پہلے بھی اس بارے میں توجہ دلا چکا ہوں۔ لیکن بعض باتوں اور خطوط سے اظہار ہوتا ہے کہ شاید میں زیادہ سختی سے اس طرف توجہ دلاتا ہوں یا میرا رجحان سختی کی طرف ہے۔ حالانکہ میں اتنی ہی بات کر رہا ہوں جتنا اللہ اور اس کے رسول اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پردے کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ عورت کو قید میں ڈال دیا جائے لیکن ان باتوں کا خیال ضرور رکھنا چاہئے جو پردے کی شرائط ہیں۔ تو جس طرح معاشرہ آہستہ آہستہ بہک رہا ہے اور بعض معاملات میں برے بھلے کی تمیز ہی ختم ہوگئی ہے اس کا تقاضا ہے کہ احمدی عورتیں اپنے نمونے قائم کریں۔ اور معاشرے کو بتائیں کہ پردے کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہمارا مقام بلند کرنے کے لئے دیا ہے نہ کہ کسی تنگی میں ڈالنے کے لئے۔ اور پردے کا حکم جہاں عورتوں کو دیا گیا ہے وہاں مردوں کو بھی ہے۔ ان کو بھی نصیحت کی کہ تم بھی اس بات کا خیال رکھو۔ بے وجہ عورتوں کو دیکھتے نہ رہو۔

جیسا کہ روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ راستوں پر مجلسیں لگانے سے بچو۔ تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہمیں رستوں پر مجلسیں لگانے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اس پر رسول اللہ نے فرمایا راستے کا حق ادا کرو۔ تو انہوں نے عرض کیا اس کا کیا حق ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہر آنے جانے والے کے سلام کا جواب دو، غضِّ بصر کرو، راستہ دریافت کرنے والے کی راہنمائی کرو، معروف باتوں کا حکم دو اور ناپسندیدہ باتوں سے روکو۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 61 مطبوعہ بیروت)

تو مردوں کو یہ حکم دیا ہے کہ اگر بازار میں بیٹھے ہو تو پھر سلام کا جواب دو بلکہ سلام کرو۔ راستہ پوچھنے والوں کو راستہ بتاؤ۔ اچھی اور پسندیدہ باتوں کا حکم دو۔ تو یہ تمام باتیں ایسی ہیں جو آپس کے تعلقات بڑھانے اور نیکیاں قائم کرنے والی ہیں۔ اور ان کے ساتھ ہی غضِّ بصر کو بھی رکھا۔ یعنی یہ بھی ایک ایسا عمل ہے جس سے تمہارے معاشرے میں پاکیزگی قائم ہوگی اور تمہیں نیکیاں کرنے کی مزید توفیق ملے گی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''مومن کو نہیں چاہئے کہ دریدہ دہن بنے یا بے محابا اپنی آنکھ کو ہر طرف اٹھائے پھرے بلکہ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (النور:31) پر عمل کر کے نظر کو نیچی رکھنا چاہئے اور بدنظری کے اسباب سے بچنا چاہئے''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 533۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

تو مومن کو تو یہ حکم ہے کہ نظریں نیچی کرو اور اس طرح عورتوں کو گھور گھور کر نہ دیکھو۔ اور ویسے بھی بلا وجہ دیکھنے کا جس سے کوئی واسطہ تعلق نہ ہو کوئی جواز نہیں ہے۔ لیکن عموماً معاشرے میں عورت کو بھی کوشش کرنی چاہئے کہ ایسے حالات پیدا نہ ہوں کہ اس کی طرف توجہ اس طرح پیدا ہو جو بعد میں دوستیوں تک پہنچ جائے۔ اگر پردہ ہوگا تو وہ اس سلسلے میں، کافی مددگار ہوگا۔ اور پردہ کرنے کے بھی اللہ تعالیٰ نے احکامات بتا دیئے کہ کون کون سے رشتے ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے پردہ نہ کرنے کی اجازت دی ہے اور باقی سب سے پردہ کرنے کی تعلیم ہے۔

فرمایا: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (النور:32)

اس کا مطلب یہ ہے کہ ''مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں، اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں، سوائے اس کے کہ جو اس میں سے از خود ظاہر ہو، اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں۔ اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کیا کریں مگر اپنے خاوندوں کے لئے یا اپنے باپوں یا اپنے خاوندوں کے باپوں یا اپنے بیٹوں کے لئے یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کے لئے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی عورتوں یا اپنے زیرنگیں مردوں کے لئے یا مردوں میں ایسے خادموں کے لئے جو کوئی (جنسی) حاجت نہیں رکھتے یا ایسے بچوں کے لئے جو عورتوں کی پردہ دار جگہوں سے بے خبر ہیں۔ اور وہ اپنے پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ (لوگوں پر) وہ ظاہر کر دیا جائے جو (عورتیں عموماً) اپنی زینت میں سے چھپاتی ہیں۔ اور اے مومنو! تم سب کے سب اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ''۔

پہلی بات تو یہ بتائی کہ جس طرح مردوں کو حکم ہے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں، عورتوں کو بھی یہ حکم ہے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی کریں، آنکھوں میں حیا نظر آئے تا کہ کسی کو جرأت نہ ہو کہ بھی کسی قسم کا کوئی غلط مطلب لے سکے۔ تم باہر نکلتے وقت اس طرح اپنی چادر یا برقع یا حجاب وغیرہ لو کہ سامنے کا کپڑا اتنا لمبا ہو جو گریبانوں کو ڈھانک لے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی تشریح کی ہے قمیص کا جو چاک سامنے کا ہوتا ہے جُيُوْبِهِنَّ جو گریبان ہے اس تک نیچے تک آنا چاہئے۔ اور ہاتھ پاؤں وغیرہ جن کا نظر آنا مجبوری ہے وہ تو خیر کوئی بات نہیں، ظاہر ہے نظر آئیں گے۔ بہرحال یہ ہے کہ تمہاری زینتیں ظاہر نہ ہوں۔ بعض عورتوں نے برقعوں کو اتنا فیشن ایبل بنا لیا ہے کہ برقع کا کوٹ جو ہے وہ اتنا تنگ ہوتا ہے کہ وہ ایک تنگ قمیص کے برابر ہی ہو جاتا ہے۔ پردہ کا اصل مقصد تو زینت چھپانا ہے، نہ کہ فیشن کرنا۔ تو یہ تنگ کوٹ سے پورا نہیں ہو سکتا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے مختلف صورتیں بیان کرنے کے بعد فرمایا تھا کہ آج کل عربوں یا ترکوں میں جو رواج ہے برقعے کا یہ بڑا اچھا ہے۔ لیکن وہی کہ کوٹ کھلا ہونا چاہئے۔ جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثریت ایسی خواتین کی ہے جو بعض قسم کے کوٹوں کو پسند نہیں کرتیں اور اگر کسی کو دیکھ لیں تو خط لکھتی رہتی ہیں اور بہت سوں نے ایک دفعہ سمجھانے کے بعد اپنی تبدیلیاں بھی کی ہیں۔ لیکن فکر اس لئے پیدا ہوتی ہے جب بعض بچیاں سکولوں کالجوں میں جھینپ کر یا شرما کر اپنے برقعے اتار دیتی ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ کسی قسم کے کمپلیکس میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے جو احکامات ہیں ان پر عمل کرنے میں برکت ہے۔ تیسری دنیا کے ایسے ممالک افریقہ وغیرہ جو بہت پسماندہ ہیں وہاں تو جوں جوں تعلیم اور تربیت ہو رہی ہے اور لوگ جماعت میں شامل ہو رہے ہیں اپنے لباسوں کو ڈھکا ہوا بنا کر پردے کی طرف آ رہے ہیں۔ اور ان خاندانوں کی بعض بچیاں جہاں برقع کا رواج تھا برقع اتار کر اگر جین بلاؤز پہننا شروع کر دیں تو انتہائی قابل فکر بات ہے۔ ہم تو دنیا کی تربیت کا دعویٰ لے کر اٹھے ہیں۔ اپنوں میں اسلامی روایات اور احکامات کی پابندی نہ کرنے والوں کو دیکھ کر انتہائی دکھ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں کن کن لوگوں سے پردہ نہ کرنے کی اجازت دیتا ہے اس بارے میں فرمایا کہ خاوند، باپ، سسر یا خاوندوں کے بیٹے اگر دوسری شادی ہے پہلے خاوند کی اگر کوئی اولاد تھی تو، بھائی، بھتیجے، بھانجے یا اپنی ماحول کی عورتیں جو پاک دامن عورتیں ہوں جن کے بارے میں تمہیں پتہ ہو۔ کیونکہ ایسی عورتیں جو برائیوں میں مشہور ہیں ان کو بھی گھروں میں گھسنے یا ان سے تعلقات بڑھانے کی اجازت نہیں ہے۔ ان کے علاوہ یہ جو چند رشتے بتائے گئے اس کے علاوہ ہر ایک سے پردے کی ضرورت ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ تمہاری چال بھی باوقار ہونی چاہئے۔ ایسی نہ ہو جو خواہ مخواہ بدکردار شخص کو اپنی طرف متوجہ کرنے والی ہو اور اس کو یوں موقع دو۔ اگر اس طرح عمل کرو گے، تو بہ کی طرف توجہ کرو گے تا کہ خیالات بھی پاکیزہ رہیں تو اسی میں تمہاری کامیابی ہوگی اور اسی میں تمہاری عزت ہوگی، اور اسی میں تمہارا مقام بلند ہوگا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''آج کل پردہ پر حملے کئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردہ سے مراد زندان نہیں''، یعنی قید خانہ نہیں۔'' بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔ جب پردہ ہوگا ٹھوکر سے بچیں گے۔ ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ ایسے لوگوں میں جہاں غیر مرد و عورت اکٹھے بلا تامّل اور بے محابا مل سکیں، سیریں کریں کیونکر جذبات نفس سے اضطراراً ٹھوکر نہ کھائیں گے۔ بسا اوقات سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی قومیں غیر مرد اور عورت کے ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو کوئی عیب نہیں سمجھتیں۔ یہ گویا تہذیب ہے''۔ انہی بدنتائج کو روکنے کے لئے شارع اسلام نے وہ باتیں کرنے کی اجازت ہی نہ دی جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔ ایسے موقعہ پر یہ کہہ دیا کہ جہاں اس طرح غیر محرم مرد و عورت ہر دو جمع ہوں، تیسرا اُن میں شیطان ہوتا ہے۔ اُن ناپاک نتائج پر غور کرو جو یورپ اس خلیع الرسن تعلیم سے بھگت رہا ہے''۔ یعنی کہ اتنی آزادی والی تعلیم سے بھگت رہا ہے۔ جہاں کوئی شرم و حیا ہی نہیں رہی اور ''بعض جگہ بالکل قابل شرم طوائفانہ

باقی صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

www.intactconstructions.org
Intact Constructions
وَسِّعْ مَکَانَکَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ
Mohammad. Janealam Shaikh
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob. +91- 7738340717, 9819780273

میری یہ خواہش ہے کہ تمام احباب اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیں اور تقویٰ کے اعلیٰ معیار کو حاصل کرنے کی کوشش کریں تا کہ دنیا میں اسلام کا بہترین نمونہ بن سکیں

ہمیں ضرورت ہے کہ دس شرائط بیعت کو سامنے رکھ کر گزشتہ سال کا اپنا جائزہ لیں اور اگر کسی جگہ کمی محسوس ہوتی ہو تو سوچیں کہ اس کمی کو کس طرح بہتری میں تبدیل کیا جاسکتا ہے

افراتفری کی شکار اس دنیا کو ہم جو بہترین چیز پیش کر سکتے ہیں وہ یہی ہے کہ ہم ایک اچھے انسان بن جائیں اور اپنے ماحول میں نیکی کو فروغ دیں

ہماری زندگی کا لازمی حصہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک متقیانہ زندگی گزارنے کی خوب جدوجہد کرے اور اپنے معاشرہ میں ہر فرد سے احسن طریق پر معاملات طے کرے

ہر احمدی حقیقی معنیٰ میں اسلامی تعلیمات اور احکامات پر عمل کرنے والا بنے

ہر احمدی کو چاہئے کہ خلیفۂ وقت کے خطباتِ جمعہ غور سے سنے اور اُن خطبات میں بیان کی جانے والی ہر ایک نصیحت پر عمل کرنے کی بھر پور کوشش کرے

ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کرتے ہوئے اُن کے پیغام کو ساری دنیا کے باسیوں تک پہنچانے کی بھر پور کوشش کرے۔ اس کے نتیجہ میں ہی امن کا قیام ہوگا اور اسی کا نتیجہ تمام انسانیت کی بھلائی ہوگا

جماعت احمدیہ یوگنڈا کے 27 ویں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز پیغام

جماعت احمدیہ یوگنڈا کے 27 ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد مورخہ 11-10-9 جنوری 2015 بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار ہوا۔ جلسہ کی تفصیلی رپورٹ اخبار الفضل انٹرنیشنل مورخہ 13؍فروری 2015 شمارہ نمبر 7 میں شامل اشاعت ہے۔

رپورٹ کے مطابق امسال جلسہ میں یوگنڈا کے علاوہ روانڈا، تنزانیہ، کینیا اور نائیجیریا کے نمائندگان نے بھی شمولیت کی توفیق پائی۔ شاملین جلسہ کی تعداد 4750 تھی۔ جلسہ سے قبل ٹیلی ویژن، ریڈیو اور اخبارات کے رپورٹرز اور جرنلسٹس کے ساتھ 7 جنوری 2015 کو ایک پریس کانفرنس ہوئی۔ جس میں جماعت کا تعارف کرایا گیا۔ جلسہ کی خبریں مقامی ٹی وی اور ریڈیو چینلز پر نشر ہوئیں۔

اس جلسہ میں وائس پریذیڈنٹ یوگنڈا عزت مآب H.E Edward Kiwanuka Seekandi، سپیکر پارلیمنٹ محترمہ Rebaca Kadaga اور مکرم عثمان چینجی صاحب جو احمدی ہیں اور اس وقت Minister of State for Foreign Affairs and Regional Cooperation ہیں شامل ہوئے اور حاضرین جلسہ سے مختصر خطاب فرمایا۔

جلسہ سالانہ کے ان تین بابرکت ایام میں تمام حاضرینِ جلسہ نے علماء اور مبلغین کرام کی تقاریر کو بڑی توجہ سے سنا۔ جلسہ میں ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا مقصد''، ''اسلام میں خلافت کا نظام''، ''نظام وصیت کی اہمیت''، ''تعلق باللہ کے ایمان افروز واقعات''، ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر مسلموں سے حسن سلوک''، ''زکوٰۃ کی اہمیت''، ''تبلیغ و تربیت میں ایم ٹی اے کا کردار'' اور ''فیملی لائف کے متعلق اسلامی تعلیم'' کے موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔

اسی طرح واقفین نَو اور احمدی طلباء کی الگ الگ میٹنگز کا انعقاد ہوا۔ تینوں دن باقاعدگی سے پانچوں نمازیں اور باجماعت نماز تہجد کا التزام کیا گیا۔ امسال جلسہ کے انتظامات میں گزشتہ جلسوں کی نسبت نمایاں بہتری آئی جس کا اظہار نہ صرف اپنوں نے بلکہ دوسرے ممالک سے آئے ہوئے اور غیر از جماعت لوگوں نے بھی کیا۔

اس موقع پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت شرکائے جلسہ کیلئے اپنا خصوصی پیغام بھجوایا جو امیر جماعت احمدیہ یوگنڈا نے 9 جنوری 2015 کو خطبہ جمعہ میں پڑھ کر سنایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خصوصی پیغام قارئین بدر کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ پیش ہے۔(ادارہ)

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا پیغام

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جلسہ کے موقع پر جو خصوصی پیغام انگریزی زبان میں ارسال فرمایا اس کا اردو مفہوم درج ذیل ہے:

حضور انور نے جلسہ سالانہ یوگنڈا کے شاملین کے نام اپنے پیغام میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کے بعد ارشاد فرمایا کہ مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ 9، 10 اور 11 جنوری 2015ء کو اپنے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو شاندار کامیابی عطا کرے اور تمام احباب اس مقدّس جلسہ سے بے شمار برکات حاصل کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ میری یہ خواہش ہے کہ تمام احباب اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیں اور تقویٰ کے اعلیٰ معیار کو حاصل کرنے کی کوشش کریں تا کہ دنیا میں اسلام کا بہترین نمونہ بن سکیں۔ اپنی حالتوں کا جائزہ لینا اس لئے ضروری ہے تا کہ معلوم ہو سکے کہ اس معاملہ میں آپ کس جگہ پر کھڑے ہیں اور آپ کو بنی نوع انسان سے تعلقات میں اپنے کردار میں کونسی تبدیلیاں لانی ہوں گی تا کہ وہ معیار حاصل کیا جا سکے جس کی توقع حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت سے رکھی ہے۔ آپ کا قول اور آپ کے افعال میں مطابقت ہونی چاہئے تا کہ آپ اسلام کی صحیح نمائندگی کا حق ادا کر سکیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اپنے ایک حالیہ خطبہ جمعہ میں نئے سال کے لئے کچھ عہد کرنے کی طرف مَیں نے توجہ دلاتے ہوئے کہا تھا کہ اپنے آئندہ سال کے ٹارگٹ مقرر کرنے سے قبل ایک احمدی کی نظر سے گزشتہ سال کا جائزہ بھی لیں اور پھر کوشش کریں کہ وہ عہد پورا کیا جا سکے جو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کیا ہے۔ ہمیں ضرورت ہے کہ دس شرائط بیعت کو سامنے رکھ کر گزشتہ سال کا اپنا جائزہ لیں اور اگر کسی جگہ کمی محسوس ہوتی ہو تو سوچیں کہ اس کمی کو کس طرح بہتری میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ گزشتہ سال کی ہماری کمزوریوں سے درگزر فرمائے اور اس سال کے دوران ہمیں توفیق دے کہ ہم زندگیوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توقعات کے مطابق ڈھالنے میں کامیابی حاصل کر سکیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ افراتفری کی شکار اس دنیا کو ہم جو بہترین چیز پیش کر سکتے ہیں وہ یہی ہے کہ ہم ایک اچھے انسان بن جائیں اور اپنے ماحول میں نیکی کو فروغ دیں۔ لیکن ہم ایسا نہیں کر سکتے جب تک ہم اپنی زندگیوں میں ایک حقیقی انقلاب برپا نہیں کرتے۔ اور یہ جلسے اسی لئے منعقد کئے جاتے ہیں تا کہ ہمیں ایسے مواقع دستیاب ہو سکیں کہ ہم مذہبی معلومات میں اضافہ کر کے، خوبصورت اسلامی تعلیمات کی عملی صورت کو اپناتے ہوئے اور باہم ایک دوسرے کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہوئے یہ تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ یاد رکھیں کہ یہ جلسہ کوئی عام اجتماع نہیں ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارہ میں فرماتے ہیں: ''مکرّر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔''

(اشتہار 7 دسمبر 1892، مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 341)

ان جلسوں کے انعقاد کا مقصد بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ''اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوّت استحکام پذیر ہوں گے۔''

(اشتہار 7 دسمبر 1892، مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 340)

حضور انور نے فرمایا کہ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ اپنی زندگیوں میں بہتری لائے اور اس کے لئے اُن معارف پر عمل کرے جو جلسہ میں آپ کے سامنے بیان کئے جاتے ہیں تا کہ روحانیت میں ترقی کی منازل طے کر سکے۔ مَیں اس بات پر زور دینا چاہتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے اپنا مضبوط تعلق پیدا کر لیں اور اُس کی عبادت کو اپنی زندگیوں کا مقصد بنا لیں۔ قرآن کریم کے مطابق ہماری پیدائش کا اصل مقصد یہی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اُس کا قرب حاصل کریں۔ قرآن کریم نے ہمیں جس بہترین عبادت کی طرف توجہ دلائی ہے وہ نماز ہے اور یہ اپنے نفس کی اصلاح کا بہترین طریق ہے۔ پس ہر احمدی کو چاہئے کہ روزانہ پنجوقتہ نماز کی بروقت اور باجماعت ادائیگی کو اپنی عادت بنا لے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حوالہ سے ارشاد فرمایا ہے:

''مَیں پھر تمہیں بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق، حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ۔ اور ایسے کاربند بنو کہ تمہارا جسم نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری رُوح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 170، ایڈیشن 1985 مطبوعہ انگلستان)

آپؑ مزید فرماتے ہیں: ''سواے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔''

(کشتیٔ نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

باقی صفحہ 19 پر ملاحظہ فرمائیں

جلسہ سالانہ کی عظیم الشان روحانی تاثیرات

(سیّد آفتاب احمد۔انچارج مرکزی لائبریری قادیان)

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کا نام خود خدا تعالیٰ نے رکھا ہے جیسا کہ فرمایا: اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا اور اسی کی تقدیر کے مطابق اس کی ایک نشاۃِ ثانیہ بھی ہے۔ بانیٔ اسلام حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الٰہی حکم کے مطابق یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک زمانہ میں امام مہدیؑ کا ظہور ہوگا اور اس کا دور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا دور ہوگا۔ جلسہ سالانہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عظیم الشان برکتوں کا حامل قرار دیا ہے۔ دُنیا کے بہت سے ممالک میں اب جلسہ سالانہ منعقد کئے جاتے ہیں مرکزِ احمدیت قادیان میں ہر سال دسمبر کے آخر میں عموماً منعقد کیا جاتا ہے۔ جس کی شان کے تعلق سے حضرت امام مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جسکی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بُنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کیلئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔“ (اشتہار 7 دسمبر 1892 مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 341)

نیز یہ بھی فرمایا ہے:

”اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔“ (آسمانی فیصلہ صفحہ 10 مطبوعہ قادیان)

چشم بصیرت (اولوالالباب) والوں کو تو معلوم ہوجاتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جو فرمایا ہے اس کا ہم مشاہدہ کررہے ہیں مگر ساروں کو تو بہرحال سمجھ نہیں آتا۔ مثلاً فارس سے حضرت سلمانؓ حبش والے حضرت بلالؓ، روم والے حضرت صہیبؓ کو آنحضرت ﷺ کی حیثیت ”رسول اللہ“ معلوم ہوگئی جبکہ خاک مکہ میں رہنے والے عمرو ابن ہشام (ابوجہل) کو یہ عظیم رسولؐ سمجھ میں نہ آیا۔ یہ کیفیت اور یہ مثال ایک لاکھ چوبیس ہزار بار دنیا دیکھ چکی ہے اور اب بھی مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ جلسہ سالانہ کی عظمت و برکت کو سمجھنے والے سمجھ رہے ہیں اور اس کی برکات سے استفادہ بھی کررہے ہیں۔ فی الوقت ایک عام فہم واقعاتی مثال پیش کی جاتی ہے جو سبق آموز ہے۔ واقعہ حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ کا بیان فرمودہ ہے جسے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں یوں درج کیا جاتا ہے۔

”ضلع گجرات کے لوگوں کا ہی واقعہ ہے جو حافظ روشن علی صاحب سنایا کرتے تھے اور میں بھی اس کا ذکر کرچکا ہوں کہ جلسہ سالانہ کے ایام میں ایک جماعت ایک طرف سے آرہی تھی اور دوسری دوسری طرف سے۔ حافظ صاحب کہتے ہیں میں نے دیکھا وہ دونوں گروہ ایک دوسرے سے ملے اور رونے لگ گئے۔ میں نے پوچھا تم کیوں روتے ہو۔ وہ کہنے لگے ایک حصہ ہم میں سے وہ ہے جو پہلے ایمان لایا اور اس وجہ سے دوسرے حصہ کی طرف سے اِسے اسقدر دُکھ دیا گیا اور اتنی تکالیف پہنچائی گئیں کہ آخر وہ گاؤں چھوڑنے پر مجبور ہوگیا۔ پھر ہمیں ان کی کوئی خبر نہ تھی کہ کہاں چلے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے احمدیت کا نور ہم میں بھی پھیلایا اور ہم جو احمدیوں کو گھروں سے نکالنے والے تھے خود احمدی ہوگئے۔ ہم یہاں (جلسہ سالانہ پر) جو پہنچے تو اتفاقاً اللہ تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت ہمارے وہ بھائی جنہیں ہم نے اپنے گھروں سے نکالا تھا دوسری طرف سے آنکلے۔ جب ہم نے اُن کو آتے دیکھا تو ہمارے دل اِس درد کے جذبہ سے پُر ہوگئے کہ یہ لوگ ہمیں ہدایت کی طرف کھینچتے تھے مگر ہم ان سے دشمنی اور عداوت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم نے اِن کو گھروں سے نکلنے پر مجبور کردیا۔ آج خدا نے اپنے فضل سے ہم سب کو اکٹھا کردیا۔ اس واقعہ کی یاد سے ہم چشم پرآب ہوگئے۔“

(انصار اللہ کے جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر، صفحہ 3، فرمودہ 30 دسمبر 1932ء)

جلسوں کا سلسلہ تو جاری ہے نہ صرف جاری ہے بلکہ دنیا کے گوشے گوشے میں جلسے ہونے لگے ہیں۔ جلسہ سالانہ کے ایمان افروز واقعات میں سے کچھ کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ 29 تا 31 اگست 2014ء کو انگلستان میں 48واں جلسہ سالانہ اسلامی روایات کے مطابق منعقد ہوا۔ ”اِس جلسہ میں برطانیہ اور دیگر ممالک سے تشریف لانے والے مختلف عمائدین اور سرکردہ سیاسی و سماجی شخصیات نے شرکت کی اور جلسہ کی روحانی برکات کا مشاہدہ کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے مہمانوں کے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”جلسہ کے مہمانوں کے بھی تاثرات پیش کرتا ہوں۔ اس دفعہ کانگو کنشاسا سے سپیکر صوبائی اسمبلی باندوندو بونیفا این تَوَ ابوشِیُو اصاحب پہلی بار جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے۔ موصوف نے تینوں دن جلسہ کی مکمل کارروائی دیکھی۔ جلسہ گاہ میں بیٹھ کر سنی۔ نمازوں کے دوران بھی جلسہ گاہ میں رہے۔ عالمی بیعت بھی انہوں نے دیکھی۔ یہ کہتے ہیں یہاں ہر کوئی ایسے مل رہا ہے جیسے برسوں سے ایک دوسرے کو جانتا ہو۔ ہر کوئی سلام کررہا ہے۔ یہی حقیقی محبت ہے۔ یہی حقیقی مذہب اور دین ہے۔ کہتے ہیں ایک مرتبہ ہم نے صوبائی سطح پر ایک پروگرام منعقد کرنا تھا جس میں پہلے دن ہی بدانتظامی کی وجہ سے 26 افراد کی موت ہو گئی۔ چنانچہ پروگرام کینسل کرنا پڑا۔ لیکن مَیں حیران ہوں کہ جلسے میں ہزاروں افراد کے مجمع میں کوئی چھوٹی سی بدنظمی نہیں ہوئی۔ کوئی دھکم پیل اور فساد نہیں ہوا۔ کسی کی موت ہونا تو دُور کی بات ہے کسی نے اونچی آواز سے بات تک نہیں کی۔ چھوٹے بچوں کو ڈیوٹی دیتا دیکھ کر بڑے جذباتی تھے۔ کہتے ہیں یہ ننھے بچے پانی یا کوئی اور کھانے کی چیز اس پیار اور محبت سے پیش کرتے ہیں کہ ضرورت نہ ہونے کے باوجود ان بچوں کو انکار کرنے کا دل نہیں کرتا۔ چھوٹی عمر کے بچوں کی عام طور پر یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ چیز خود لینا چاہتے ہیں لیکن جماعت نے ان بچوں کی ایسی تربیت کردی ہے کہ اس عمر سے ان کو دوسروں کے لئے جذبات قربان کرنے کی عادت پڑ گئی ہے اور انتہائی چھوٹی عمر سے دوسروں کے آرام اور سکون کو اپنے آرام پر ترجیح دینے لگے ہیں۔ یقیناً یہ بچے بڑے ہوکر دوسروں کے لئے تکلیف کا باعث نہیں بنیں گے بلکہ دوسروں کی خدمت کرنے والے ہوں گے۔ اور جلسے کے بعد جب وہ اپنی ایمبیسی میں گئے ہیں تو وہاں انہوں نے اپنے ایمبیسیڈر کے سامنے اس طرح اظہار کیا کہ میں نے کئی ملکی اور غیر ملکی بڑی بڑی کانفرنسز میں شرکت کی ہے لیکن جو حسن انتظام یہاں جلسے میں نظر آیا وہ کہیں اور نہیں دیکھا۔

پھر بینن کے وزیر داخلہ فرانسس ہوسو (Francis Houessou) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ میرے پاس الفاظ نہیں جن سے میں جلسے کے انتظامات کی تعریف کرسکوں۔ بہت عمدہ اور منظم جلسہ تھا۔ میں نے جماعت کے لوگوں میں رضا کارانہ طور پر دوسروں کی خدمت کرنے کا غیر معمولی جذبہ دیکھا ہے۔ یہ جذبہ ہر احمدی کی روح کی غذا بن چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج جماعت احمدیہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ کہتے ہیں مَیں نے بچوں بڑوں کو حتی کہ بوڑھوں کو دیکھا کہ انہیں اپنے کھانے پینے کی فکر نہیں تھی۔ اگر فکر تھی تو بس ایک چیز کی کہ ہمارا جلسہ کامیاب ہو۔ اپنے مقاصد کے حصول میں اتنی محنت کرنے والے لوگ مَیں نے کبھی نہیں دیکھے۔ کہتے ہیں مَیں نے دنیا دیکھی ہے۔ امریکہ جیسے سپر پاور کے انتظامات بھی دیکھے ہیں مگر بڑی بڑی طاقتوں کو بھی اس طرح کے منظم اور پُرامن انتظام کرتے نہیں دیکھا۔ یہاں تو بالکل چھوٹی عمر کے بچے بھی رضا کارانہ ڈیوٹیاں دیتے ہیں اور جو ہدایات انہیں ملتی ہیں بڑے شوق سے ان کی پابندی کرتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں جماعت کی عالمی طاقت کا راز یہی ہے کہ جماعت کو ایک خلیفہ ملا ہوا ہے۔ مَیں برملا اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ آج جماعت احمدیہ ہی ہے جو دنیا میں امن کے قیام کے لئے کام کررہی ہے۔ آج زمین پر صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو بھائی چارے کی تعلیم دیتی ہے، صبر کی تلقین کرتی ہے اور امن کے قیام کی علمبردار ہے۔

یوگنڈا کے ڈیفنس منسٹر ڈاکٹر کرسپس چیونگا (Dr. Crispus Kiyonga) نے جلسے میں شمولیت کی۔ کہتے ہیں جلسے کی کیفیت کا نظارہ بیان سے باہر ہے۔ باقاعدہ دو دن جلسے کی کارروائی دیکھی اور نمائش بھی دیکھی۔ ان کی مجھ سے ملاقات بھی ہوئی تھی۔ سب کچھ دیکھنے کے بعد یہ کہنے لگے کہ اتنا ڈسپلن تو آرمی پیدا کرسکتی ہے۔ اس پر اُن کو مَیں نے کہا تھا کہ آپ کی آرمی بھی نہیں پیدا کرسکتی۔ تو کہتے ہیں بڑی صحیح بات کہی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ اس قسم کا ڈسپلن تو دنیا کی کوئی آرمی بھی نہیں پیدا کرسکتی۔

یونان سے آنے والے مہمانوں میں انٹی گونی (Antigoni) اور پَانَا گی یُوتِس (Panagiotis)، بہرحال جو بھی ان کا نام ہے شامل تھے۔ اس میں پَانَا گی یُوتِس (Panagiotis) صاحب کو جماعتی لٹریچر کا گریک ترجمہ کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ جلسے سے واپس جا کر انہوں نے ایک ای میل بھجوائی جس میں وہ کہتے ہیں کہ ہزاروں کی تعداد میں اس قدر پُرامن مجمع کو جو ایک دوسرے کو پیار اور محبت دینے کے لئے اور دعائیں کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے، دیکھنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کو دوسروں کی مدد اور خدمت کے لئے یکجا ہوتے دیکھنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ دوسروں کو فقیر سمجھ کر مدد نہیں کرتی بلکہ ایسے پروجیکٹ کرتی ہے جس سے غریب لوگ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔ ایسی کمیونٹی جو دوسروں کی اتنی مدد بھی کررہی ہو لیکن اس کے باوجود عاجزی اور انکساری کا اظہار کرنے والی ہو کوئی عام بات نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ جلسے کے دوران کسی کو ہم نے کسی بھی چیز کی شکایت کرتے نہیں سنا اور نہ ہی ہم نے کوئی ایسا چہرہ دیکھا جس میں مسکراہٹ نہ ہو اور نہ ہی کسی کو اونچی آواز میں بات کرتے دیکھا۔ ہر ایک رضا کار پوری جان لگا رہا تھا اور سخت محنت کے باوجود ان کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔ یہ جامعہ میں ٹھہرے ہوئے تھے وہاں کے کارکنوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہر ایک کی یہی کوشش ہوتی تھی کہ مہمان جامعہ کو اپنا گھر ہی سمجھیں۔

نائیجیریا سے آنے والے وفد میں ایک ٹیلی ویژن کے ڈائریکٹر اسحاق صاحب تھے۔ کہتے ہیں میں نے پہلی مرتبہ عالمی بیعت کا نظارہ دیکھا۔ بہت ہی جذباتی نظارہ تھا۔ اس نظارے نے میرے دل پر گہرا اثر چھوڑا۔ جلسہ سالانہ کے اجلاسات میں جب خلیفۃ المسیح موجود ہوتے تھے تو یہ نظارہ بہت روح پرور اور جذباتی ہوتا یہاں تک کہ میں اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکا اور میری آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے کہ کس طرح ہزاروں کی تعداد میں لوگ اپنے امام کے سامنے سرِتسلیم خم کئے بیٹھے ہیں۔ ایسا نظارہ میں نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ جو پیار و محبت احباب جماعت نے اس جلسے کے دوران اور بعد میں دیا وہ مَیں واپس جا کر بتاؤں گا کہ تمام امّتِ مسلمہ کو اسی بہترین نمونے کو اپنانا چاہئے۔

بیلجیم سے ایک زیر تبلیغ دوست شوبام احمد (Chauboum Ahmad) صاحب تھے کہتے ہیں کہ ایک لمبے عرصے سے احمدیت کا تعارف تھا اور پہلی مرتبہ احمدیوں کے جلسے میں شرکت کی ہے۔ جلسے میں جو تین دن گزارے اور سب کچھ دیکھا مَیں برملا کہتا ہوں کہ احمدیت ہی اسلام کی صحیح تصویر ہے۔ میں نے یہاں پر لوگوں کو سجدے میں روتے دیکھا ہے۔ اس کا گہرا اثر ہے۔“

(اخبار بدر قادیان 9 اکتوبر 2014ء)

جلسہ سالانہ کے مشاہدات کا سلسلہ ختم نہیں ہوا کیونکہ جب اس کی بنیادی اینٹ اللہ تعالیٰ نے خود رکھی ہے اور قومیں اس کے لئے پیدا کی گئی ہیں تو جلسوں کے سلسلہ کے ساتھ قوموں کی آمد کا سلسلہ بھی جاری رہے گا۔ برکات کا سلسلہ بھی جاری رہے گا اور مشاہدہ کا سلسلہ بھی جاری رہے گا۔ انشاء اللہ

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

☆......☆......☆

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320

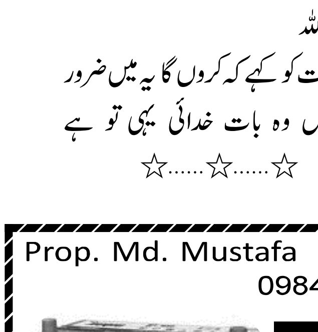

BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA

Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries

Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka

بقیہ منصف کا جواب از صفحہ نمبر 2

سائے کے ہوتے ہیں اور سایہ اپنے اصل کے بنا کوئی حیثیت وحقیقت نہیں رکھتا۔ اس کا وجود اصل کے ساتھ لازم وملزوم ہے اگر اصل نہیں تو ظل بھی نہیں۔ گویا اصل حج تو خانہ کعبہ کا ہی حج ہے اور جلسہ سالانہ قادیان اس کا پرتو۔ کیونکہ جلسہ سالانہ انہیں مقاصد کے قیام کی غرض سے منعقد کیا جاتا ہے جن کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے حج فرض کیا۔ دنیا میں اس کی ایک ہی مثال ہے اور وہ بھی آنحضور ﷺ کی زندگی میں ملتی ہے۔ آپ ﷺ کو حدیبیہ کے مقام پر کفار مکہ نے حج سے روک دیا اور کہا کہ آپ خانہ کعبہ کا طواف نہیں کر سکتے۔ صحابہ کا مارے دیوانگی کے بُرا حال تھا۔ وہ حیران تھے کہ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر آنحضورؐ کو بذریعہ خواب طواف خانہ کعبہ کی بشارت دی اور اس خواب کی بنا پر ہم رسول اللہؐ کی اقتداء میں حج کے لئے آئے ہیں اب اتنی قریب آکر واپس کیسے چلے جائیں! آنحضور ﷺ نے صحابہ سے کہا کہ اپنی قربانیاں پیش کر دو۔ صحابہ مارے غم کے چور تھے اور سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ کیا کریں۔ آپ ﷺ نے اپنی قربانی پیش کی۔ یہ نظارہ دیکھ کر صحابہ بھی اُٹھے اور اپنی قربانیاں پیش کر دیں۔ گویا حج کا ایک رکن ادا کیا گیا۔ یعنی حدیبیہ کے مقام پر ہی آنحضور ﷺ اور صحابہ نے حج کا فریضہ ادا کر لیا جس کی قبولیت کی خبر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو سورۃ الفتح کے ذریعہ دی۔ کفار مکہ بھی خانہ کعبہ کا طواف اپنی مشرکانہ رسوم کے ساتھ کرتے تھے لیکن مقبول حج مسلمانوں کا ہی تھا جن کو ہجرت کے ایام میں طواف خانہ کعبہ نصیب نہ ہوا۔

یہی حال احمدیوں کا ہے۔ ایک یہی ہیں جو معتوب ہیں باقی سب کے لئے حج کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ آنحضور ﷺ کا فرمان ہے إِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّهَا ضَلَالَةٌ (جامع الترمذی) یعنی اے لوگو دین میں نئی نئی باتیں (بدعتیں) ایجاد کرنے سے بچو کیونکہ یہ گمراہی ہے۔

وہابی خانہ کعبہ سے یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم وہ فرقہ ہیں جس کے بارے میں جنت کی خوشخبری دی گئی ہے اور یہی وجہ تھی کہ انہوں نے قبر پرستی کا جواز بنا کر جنت البقیع سے تمام قبروں پر سے عزت کی نشانیاں مسمار کر دیں لیکن اس کے باوجود بریلوی لاکھوں کی تعداد میں حج کرنے جاتے ہیں جو پاکستان میں داتا دربار کے مزار پر بھی سجدے کرتے ہیں اور مرادیں مانگتے ہیں۔ شرمناک قبر پرستی، پیر پرستی اور مشرکانہ رسوم میں مبتلا لوگوں کے لئے حج کے دروازے کھلے ہوئے ہیں لیکن احمدیوں پر یہ راہ مسدود ہے جو کلیۃً شرک اور بدعت سے پاک ہیں۔ احمدی جن کو حج سے اس قدر والہانہ محبت ہے، جلسہ سالانہ قادیان پر جمع ہو کر خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں کہ اے خدا ہم پر بھی حج کی راہیں آسان کر دے اور یہ بند دروازے ہم پر بھی کھول دے۔ یقیناً خدا تعالیٰ ان کی ان دعاؤں کو سنے گا اور جب تک یہ راہ مسدود رہے گی انشاء اللہ القدیر صلح حدیبیہ کے صحابہؓ کی طرح ان کا بھی اس مظلومی کی حالت میں حج قبول ہوتا رہے گا۔ دمشق کے موچی کی طرح ان کا بھی حج بِنا ظاہری حج کے لکھا جاتا رہے گا۔

معاندین احمدیت سے ہمارا یہ نہایت اصلاح پسندانہ مشورہ ہے کہ ایک بار وہ ان تمام پابندیوں کو ہٹا کر تو دیکھیں جن کی وجہ سے احمدی حج نہیں کر پاتے پھر دیکھیں کہ کیا انہیں مکہ معظّمہ کے چپے چپے پر، مدینہ منورہ کے کوچے کوچے پر احمدی نظر آتے ہیں یا نہیں۔ اگر بفرض محال ان پابندیوں کے ہٹنے کے باوجود احمدی حج پر نہ جائیں تو پھر تو بے شک یہ ہم پر الزام ہوگا لیکن حج بیت اللہ پر پابندی لگانا اور پھر شور مچانا کہ احمدی حج نہیں کرتے اور جلسہ سالانہ کو حج قرار دیتے ہیں، سراسر ظلم اور طریق شرافت سے دور ہے۔

ہماری دعا ہے کہ وہ دب جلد آئے جب خلیفہ وقت کی اقتداء میں حج کی عبادت بجالائی جاسکے اور امام وقت منیٰ سے حاجیوں کو خطاب کریں اور ہر مسلمان کہلانے والے کو آزادی ہو کہ وہ خانہ کعبہ کا اس کی تمام شرائط کے ساتھ حج کرے۔

معترض کے بعض فرضی حوالہ جات

معترض نے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی طرف بعض فرضی بیانات منسوب کرتے ہوئے لکھا:

”میں یہ کہتا ہوں کہ مکہ معظّمہ کا حج موقوف ہو گیا اور اس کے بجائے قادیان آنا حج کا درجہ رکھتا ہے“ (الفضل 11 دسمبر 1932)

نیز لکھا: ”میں ان لوگوں سے متفق نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ کسی صورت میں بھی حرمین پر حملہ نہیں کیا جا سکتا۔ مدینہ پر بھی چڑھائی ہو سکتی ہے۔“ (الفضل 12 دسمبر 1935)

معترض کی جسارت دیکھئے کہ پہلے اپنی طرف سے مضمون بنایا اور اسے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی طرف منسوب کیا اور پھر حوالہ بھی دے دیا۔ خاکسار نے مذکورہ اخبارات کا بالاستیعاب جائزہ لیا لیکن اخبار میں یہ حوالہ جات ہوتے تو ملتے۔ یہ فرضی حوالے دیتے وقت معترض کو یہ بھی خیال نہ رہا کہ میں خواہ نخواہ جھوٹ بول کر اپنی عاقبت خراب کر رہا ہوں۔

پھر معترض کی تحقیق کا حال ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کر کے بعض اشعار لکھے جو درحقیقت حضرت مسیح موعودؑ کے نہیں ہیں اور ان میں بھی ترتیب کا خیال نہیں رکھا۔ معترض نے جو شعر لکھے وہ اس طرح سے ہیں۔

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے
عرب نازاں ہے گر ارض حرم پر
تو ارض قادیان فخر عجم ہے

معترض کا ان اشعار کے لکھنے کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ نعوذ باللہ احمدی قادیان کو مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے ہم پلہ قرار دیتے ہیں۔ جبکہ ان اشعار میں ایسی کوئی بات نہیں۔ مخالفین احمدیت کی یہ مجبوری ہے کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت میں انہیں ”مجبوراً“ بددیانتی اختیار کرنی پڑتی ہے اور اخلاقی قدروں کو بالائے طاق رکھنا پڑتا ہے اور ہمیں اُن کی اس ”مجبوری“ کا احساس ہے۔ قارئین اصل اشعار ملاحظہ فرمائیں اور خود انصاف کریں۔

ترقی فضل حق سے دم بدم ہے
زمین قادیان اب محترم ہے
خدا کا فضل ہے چھوٹی سی بستی
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے
وہی بستی جو گم نامی میں گم تھی
اسی کا سب سے اونچا اب علم ہے
ہے بے شک فرض حج کعبۃ اللہ
زیارت قادیاں کی بھی اہم ہے
عرب نازاں ہے گر ارض حرم پر
تو ارض قادیاں فخر عجم ہے
بفضل ایزدی جلسہ ہمارا
برائے تشنگاں ابر کرم ہے

یہ نظم مکرم مولوی ظفر محمد صاحب کی ہے اور اخبار الفضل قادیان مورخہ 27 دسمبر 1933 میں شائع شدہ ہے۔ اس نظم میں کوئی ایسی بات نہیں جو اسلامی عقائد سے ٹکراتی ہو۔ یا شعائر اسلامی کے منافی ہو۔ بلکہ اس نظم میں تو خانہ کعبہ کے حج کی فرضیت کی بات کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ کعبۃ اللہ کا حج فرض ہے اور قادیان چونکہ امام الزمان مسیح موعود اور مہدی معہود کی بستی ہے اس لئے وہاں جانا بھی اہمیت کا حامل ہے۔

(جاری)

تنویر احمد ناصر

ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات کی تاریخوں کی منظوری

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت جماعت احمدیہ بھارت کی ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات 2015 کی مندرجہ ذیل تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

- اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت مورخہ 15-14-13 اکتوبر بروز منگل، بدھ، جمعرات۔
- اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ مورخہ 19-18-17 اکتوبر بروز ہفتہ، اتوار، سوموار۔
- اجتماع لجنہ اماء اللہ بھارت و ناصرات الاحمدیہ مورخہ 19-18-17 اکتوبر بروز ہفتہ، اتوار، سوموار۔

تمام ذیلی تنظیموں کے ممبران وممبرات قادیان دارالامان کے روحانی ماحول میں منعقد ہونے والے ان اجتماعات میں شمولیت کیلئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ یہ اجتماعات تربیت کا اہم ذریعہ ہیں۔ (ادارہ)

Zaid Auto Repair
زید آٹو ریپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Rapair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”انسان اصل میں اُنسان سے ہے یعنی دو محبتوں کا مجموعہ ہے۔ ایک اُنس وہ خدا سے کرتا ہے دوسرا اُنس انسان سے۔“ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 5 ایڈیشن 2003)

طالب دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تیما پوری۔ صدر و امیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
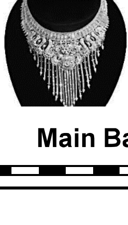
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

نماز جنازہ حاضر وغائب

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 9 اپریل 2015ء بروز جمعرات قبل نماز ظہر مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

مکرم چوہدری بشارت احمد صاحب (ابن مکرم نثار احمد صاحب چوہدری، ریڈنگ۔یوکے)

7 اپریل 2015ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔آپ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے صحابی حضرت منشی امام دین صاحبؓ کے پوتے تھے۔ 1970ء کے بعد کینیا سے یوکے شفٹ ہوئے تھے۔انتہائی نیک، سلسلہ کے خادم اور بہت ملنسار شخصیت کے مالک تھے۔مالی قربانی میں نمایاں حصہ لیتے اور ہمیشہ معیاری قربانی پیش کیا کرتے تھے۔پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے ایک بیٹے مکرم افتخار چوہدری صاحب ریڈنگ میں کونسلر ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرمہ مسعودہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب مرحوم، ربوہ)

15 دسمبر 2014ء کو 92 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔آپ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے صحابی حضرت عبدالعزیز صاحبؓ کی بیٹی اور حضرت مولوی فتح علی صاحبؓ کی پوتی تھیں۔آپ کو لمبا عرصہ چکوال میں صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کا موقعہ ملا۔دارالرحمت وسطی ربوہ میں بھی بطور نائب صدر لجنہ خدمت کی توفیق پائی۔بہت سے احمدی اور غیر احمدی بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت بھی پائی۔صوم وصلوٰۃ کی پابند، چندوں میں باقاعدہ، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔خلافت کے ساتھ عشق اور وفا کا تعلق تھا۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری شرافت احمد صاحب، ساہیوال)

20 اگست 2014ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔مرحومہ گزشتہ دس سال سے لندن میں مقیم تھیں۔کچھ عرصہ قبل پاکستان گئی تھیں اور وہیں وفات پاگئیں۔آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی اور جماعتی کاموں کو شوق سے ادا کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔کثرت سے استغفار پڑھتی تھیں۔بچوں سے قرآن کریم سنا کرتی تھیں۔خلافت سے گہری وابستگی اور پیار کا تعلق تھا۔پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرمہ امۃ الحئی صاحبہ (اہلیہ مکرم ملک محمود احمد صاحب مرحوم، جرمنی)

24 جنوری 2015ء کو 74 سال کی عمر میں طویل علالت کے بعد وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔آپ مکرم قاضی نور محمد صاحب مرحوم کاتب تفسیر کبیر کی بیٹی تھیں۔آپ کو کچھ عرصہ مقامی مجلس میں صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔پنجوقتہ نمازوں کی پابند، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم اور صدقہ و خیرات کرنے والی، جماعتی چندہ جات میں باقاعدہ، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔پسماندگان میں ایک لڑکی اور ایک لڑکا یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرمہ صادقہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم بشیر احمد صاحب مرحوم، ماڈل ٹاؤن لاہور)

یکم مارچ 2015ء کو 91 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔آپ حضرت مستری قطب الدین صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی بیٹی تھیں۔آپ کو بھیرہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی ہمسائیگی کا شرف حاصل رہا اور حضورؓ سے قرآن کریم پڑھنے کی سعادت بھی ملی۔اس کی برکت سے آپ کو قرآن کریم کا بہت سا حصہ زبانی یاد تھا جسے آخر وقت تک بڑی خوش الحانی سے روزانہ دہراتی رہتی تھیں۔آپ کو قادیان میں بہت سارے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی توفیق بھی ملی۔36 سال کی عمر میں بیوہ ہوگئی تھیں۔اس لحاظ سے 55 سال کا عرصہ بیوگی بڑے صبر وشکر کے ساتھ گزارا۔صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، مالی تحریکات اور چندوں میں باقاعدہ، مہمان نواز، غریبوں کی ہمدرد، بہت باہمت اور نیک خاتون تھیں۔ اپنے بچوں کی بہت اچھی تربیت کی۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرمہ نعیمہ کھوکھر صاحبہ انچارج اردو ڈاک ٹیم (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن) کی والدہ تھیں۔

(5) مکرمہ شوچن شیا صاحبہ (چین)

4 مارچ 2015ء کو 64 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔مرحومہ خود احمدی ہوئی تھیں اور آپ مکرم محمد عثمان چو صاحب (انچارج چینی ڈیسک) کی نسبتی ہمشیرہ تھیں۔نماز، روزہ کی پابند، ہر ایک کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ان کے پسماندگان میں ایک بیٹا احمدی ہے۔

(6) مکرمہ شازیہ عظمیٰ صاحبہ (بنت مکرم محمد سلام جاوید صاحب، ربوہ)

19 مارچ 2015ء کو بعمر 38 سال وفات پاگئیں۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔مرحومہ پیدائشی طور پر معذور ہونے کے باوجود بہت باہمت تھیں۔ B.Sc, B.T کی تعلیم حاصل کی۔کافی عرصہ ایک پرائیویٹ سکول میں پڑھاتی رہیں۔پچھلے چند سالوں سے نصرت جہاں اکیڈمی میں بھی پڑھا رہی تھیں۔بہت نیک فطرت، نمازوں کی پابند اور تہجد گزار خاتون تھیں۔

(7) مکرم چوہدری محمد ظفر علی صاحب (ابن مکرم چوہدری غلام محمد صاحب آف گوجرہ)

12 اپریل 2015ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔آپ گوجرہ میں اپنی زمینوں کی کاشت کرواتے تھے اور وہیں رہائش پذیر تھے اور چند سالوں سے گردوں کی تکلیف کی وجہ سے بیمار چلے آرہے تھے۔آپ نے پاکستان بننے کے بعد جوانی کی عمر میں والدین اور اپنے ایک بھائی اور دو بہنوں کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دست مبارک پر بیعت کی اور عہد بیعت کو تادم آخر بااحسن نبھانے کی کوشش کی۔مرحوم نے بڑی بہادری اور وقار سے ساری زندگی گزاری۔پسماندگان میں اپنے بیٹے کے علاوہ ایک بھائی اور دو بہنیں یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم چوہدری محمد علی صاحب (وکیل التصنیف تحریک جدید ربوہ) کے چھوٹے بھائی تھے۔

(8) مکرم میر منصور احمد صاحب (ابن مکرم صوبیدار میر نصر اللہ خان صاحب، کینیڈا)

10 فروری 2015ء کو طویل علالت کے بعد 74 سال کی عمر وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔آپ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے صحابی حضرت میر عبداللہ خان صاحبؓ کے پوتے تھے۔اپنے گاؤں شیخ پور میں لمبا عرصہ بطور صدر جماعت خدمت کی توفیق پائی۔پنجوقتہ نمازوں کے پابند، بہت مہمان نواز، خوش مزاج، نفاست پسند، ضرورت مندوں کا خیال رکھنے والے مخلص اور باوفا انسان تھے۔خلافت سے والہانہ پیار اور عقیدت کا تعلق تھا۔آپ کو گھوڑ سواری کا بہت شوق تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تحریک پر آپ نے گھوڑے رکھے اور مختلف مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن لینے پر حضورؒ سے انعامات بھی حاصل کئے۔پسماندگان میں چار بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم میر مسرور احمد صاحب (اسلام آباد ٹلفورڈ) کے والد تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

☆......☆......☆

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 16 اپریل 2015ء بروز جمعرات، قبل نماز ظہر مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

مکرم برہان احمد بھٹی صاحب (ابن مکرم اشتیاق احمد بھٹی صاحب، انرپارک، یوکے)

7 اپریل 2015ء کو 33 سال کی عمر میں ہارٹ اٹیک سے جرمنی میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے صحابی حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب رئیس گڑیانوالہ کے پڑپوتے تھے۔ بہت ملنسار، خوش اخلاق، خدمت خلق کا جذبہ رکھنے والے مخلص اور باوفا نوجوان تھے۔پسماندگان میں ضعیف والدین کے علاوہ تین بھائی اور تین بہنیں یادگار چھوڑی ہیں۔آپ مکرم میجر محمود احمد صاحب (افسر حفاظت خاص لندن) کی اہلیہ کے بھتیجے تھے۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرمہ احمدی بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم شیخ امیر احمد صاحب مرحوم، لاہور)

9 مارچ 2015ء کو 97 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔آپ کو لمبا عرصہ مختلف حیثیتوں سے جماعتی خدمت کی توفیق ملی۔ربوہ قیام کے دوران حضرت سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ کے ساتھ خدمت کی توفیق پائی۔اپنے حلقہ کی صدر بھی رہیں اس کے بعد لاہور منتقل ہوگئیں جہاں تقریباً 35 سال تک خدمت کی توفیق پائی۔لجنہ اماء اللہ لاہور کی جنرل سیکرٹری بھی رہیں۔صوم وصلوٰۃ کی پابند، خلافت کے ساتھ عشق کی حد تک پیار کرنے والی، بہت ملنسار، سلیقہ مند، کفایت شعار، نیک اور بزرگ خاتون تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ عائشہ خان صاحبہ (اہلیہ مکرم عزیز اللہ خان صاحب مرحوم، جرمنی)

18 جنوری 2015ء کو 95 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔آپ نہایت مخلص، تہجد گزار، غریب پرور اور بزرگ خاتون تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرم بابو عنایت اللہ صاحب (آف محمود آباد سندھ، حال ربوہ)

2 مارچ 2015ء کو 81 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔آپ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے صحابی حضرت محمد دین صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت پیر محمد صاحب جمالی رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے۔20 سال تک بطور اکاؤنٹنٹ محمد آباد اسٹیٹ سندھ میں کام کیا۔17 سال تک صدر جماعت محمود آباد کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔آپ عمرکوٹ کے پہلے ناظم انصار اللہ بھی رہے۔گو واقف زندگی نہیں تھے مگر ساری زندگی وقف کی طرح گزاری۔آپ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، مالی قربانی میں حصہ لینے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔اللہ تعالیٰ پر توکل اور خلافت کے ساتھ والہانہ پیار اور محبت کا تعلق تھا۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم نعمت اللہ جاوید صاحب مربی ضلع قصور اور مکرم ڈاکٹر محمود احمد ناصر صاحب واقف زندگی (انچارج ٹب مین برگ کلینک لائبیریا) کے والد تھے۔

(4) مکرم ریٹائرڈ صوبیدار چوہدری کمال محمد صاحب (ربوہ)

28 مارچ 2015ء کو 92 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔فوجی ملازمت کے زمانہ میں افریقہ کے ملک زائر کانگو میں کچھ عرصہ مقیم رہے۔اس دوران جب بھی ڈیوٹی سے فراغت ملتی تو بڑے شوق سے تبلیغ کیا کرتے تھے۔آپ کو حضرت مصلح موعودؓ کی طرف سے کامیاب تبلیغی کاوشوں کی وجہ سے خوشنودی کا خط بھی موصول ہوا۔1974ء کے فسادات میں مری کے قریب ڈیوٹی کے دوران علاقہ کے احمدیوں کی مدد کرنے کی توفیق ملی۔آپ نیک، دوسروں کی مدد کرنے والے، بااخلاق اور شریف النفس انسان تھے۔آپ کے ایک بیٹے مکرم محمد ظفر اللہ صاحب گھانا میں بطور ہومیو ڈاکٹر خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

(5) مکرم انیس احمد ظفر صاحب آرکیٹکٹ (آف کینیڈا)

26 دسمبر 2014ء کو 48 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔دوران تعلیم حلقہ دارالذکر لاہور میں مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔2014ء میں مع فیملی کینیڈا منتقل ہوگئے۔آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، خدمت دین کرنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

گرہن ایک مومن کے لئے دعا و استغفار کی طرف توجہ کرنے کا ذریعہ بنتا ہے

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے سورج گرہن کے موقع پر سنّت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ اور احباب کو صدقہ و خیرات، اور دعاؤں اور استغفار کی طرف توجہ دینے کی اہم نصائح

یو کے اور یورپ کے بعض ممالک میں سورج گرہن کے موقع پر 20؍مارچ 2015ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مسجد فضل لندن میں نماز کسوف کے بعد خطبہ کسوف شمس

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔
اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

نماز کسوف میں دو رکعت پڑھنے کے بعد سنت کے مطابق ایک خطبہ بھی دیا جاتا ہے۔ سو اس کے مطابق گرہن کے حوالے سے بعض احادیث پیش کرتا ہوں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق اور اس کی اہمیت اور آپ نے جو نصائح فرمائیں وہ ہمارے سامنے آتی ہیں۔ اس زمانے میں کسوف و خسوف کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی تعلق ہے اس لئے آپ کے بھی اقتباس پیش کروں گا۔

ایک حدیث میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ سورج کو گرہن لگ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے وہاں سے اٹھے اور مسجد میں داخل ہو گئے۔ ہم بھی مسجد میں داخل ہو گئے۔ آپ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی یہاں تک کہ سورج صاف اور روشن ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے نہیں گہناتے لیکن یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے نشانات ہیں۔ وہ اپنے بندوں کو دکھاتا ہے۔ پس جب تم یہ دیکھو تو خوفزدہ ہو کر نماز کی طرف توجہ کرو۔

(صحیح البخاری کتاب الکسوف باب الصلوٰۃ فی کسوف الشمس، حدیث 1040 دار الکتاب العربی بیروت 2004ء)

(صحیح مسلم کتاب صلاۃ الکسوف باب ذکر النداء بصلوٰۃ الکسوف الصلوٰۃ جامعۃ، حدیث 2001 دار الفکر بیروت 2004ء)

پھر ایک روایت میں ہے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج کو گرہن ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مضطرب ہو کر اٹھے۔ (بڑے بے چین ہو کر اٹھے۔) آپ ڈرے کہ کہیں یہ وہ گھڑی نہ ہو۔ (یعنی آخری گھڑی نہ ہو۔) آپ مسجد میں آئے اور اتنے لمبے قیام اور رکوع اور سجدے کے ساتھ نماز پڑھی کہ میں نے کبھی آپ کو نماز میں ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ نشان ہیں جن کو اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے جو کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے نہیں ظاہر ہوتے لیکن وہ ان کے ساتھ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ پس جب تم کوئی ایسی چیز دیکھو تو اللہ کے ذکر اور دعا اور اس سے بخشش طلب کرنے کے لئے لپکو۔

(صحیح مسلم کتاب صلاۃ الکسوف باب ذکر النداء بصلوٰۃ الکسوف الصلوٰۃ جامعۃ، حدیث 2001 دار الفکر بیروت 2004ء)

پھر ایک نسبتاً لمبی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گرہن ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ آپ نماز میں قیام کے لئے کھڑے ہوئے تو بہت لمبا قیام فرمایا۔ پھر رکوع کیا تو بہت دیر تک رکوع میں رہے۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور دوبارہ لمبا قیام فرمایا۔ آپ کا یہ قیام پہلی دفعہ کے قیام سے کچھ کم تھا۔ پھر آپ نے رکوع کیا اور دیر تک رکوع کرتے رہے لیکن یہ رکوع پہلے رکوع سے کچھ کم تھا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور دیر تک سجدے میں رہے۔ پھر دوسری رکعت میں بھی آپ نے ایسا ہی کیا جیسا پہلی میں کیا تھا۔ پھر جب آپ فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے مخاطب ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا: سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے دو نشان ہیں۔ یہ کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے نہیں گہنائے جاتے۔ پس جب تم گرہن دیکھو تو اللہ سے دعا کرو اور اس کی عظمت بیان کرو اور نماز پڑھو اور صدقہ دو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے امت محمد! خدا کی قسم!! کسی بھی شخص کو اپنے غلام یا لونڈی کی بدکاری سے جتنی غیرت آتی ہے اللہ تم میں سے ایسے شخص کی نسبت کہیں بڑھ کر اس بات کی غیرت رکھتا ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کو اس بات کی بڑی غیرت ہے کہ مومن کسی بھی طرح غلط کاموں میں ملوث ہوں۔) اے امت محمد! خدا کی قسم!! جو میں جانتا ہوں اگر تم بھی وہ جان لو تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔

(صحیح البخاری کتاب الکسوف باب الصدقۃ فی الکسوف، حدیث 1044 دار الکتاب العربی بیروت 2004ء)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''خدا تعالیٰ نے میرے دل میں پھونکا کہ یہ کسوف اور خسوف جو رمضان میں ہوا''۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی ایک نشانی چاند اور سورج گرہن بھی تھا جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لمبی حدیث ہے اور یہ ایک ایسا نشان تھا جو پہلے کسی دعویٰ کرنے والے کے دعوے کی تائید میں ظاہر نہیں ہوا۔ تو آپ فرماتے ہیں ''یہ خسوف اور کسوف جو رمضان میں ہوا ہے یہ دو خوفناک نشان ہیں جو ان کے ڈرانے کے لئے ظاہر ہوئے ہیں جو شیطان کی پیروی کرتے ہیں، جنہوں نے ظلم اور بے اعتدالی کو اختیار کر لیا۔ سو خدا تعالیٰ ان دونوں نشانوں کے ساتھ ان کو ڈراتا ہے اور ہر یک ایسے شخص کو ڈراتا ہے جو حرص و ہوا کا پَیرو ہوا اور سچ کو چھوڑا اور جھوٹ بولا اور خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ پس خدا تعالیٰ پکارتا ہے کہ اگر وہ گناہ کی معافی چاہیں تو ان کے گناہ بخشے جائیں گے اور فضل اور احسان کو دیکھیں گے اور اگر نافرمانی کی تو عذاب کا وقت تو آ گیا اور اس میں ان لوگوں کو ڈرانا بھی مقصود ہے جو بغیر حق کے جھگڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے اور ایسے شخص کے لئے تہدید ہے جو نافرمانی اور تکبر اختیار کرتا ہے اور سرکشی کو نہیں چھوڑتا۔ سو خدا سے ڈرو اور زمین پر فساد کرتے مت پھرو۔ اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اس سے ڈرتے نہیں حالانکہ ڈرانے کے نشان ظاہر ہو گئے اور صحیح مسلم اور بخاری سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کے سمجھانے کے لئے فرمایا کہ شمس اور قمر دو نشان خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ہیں اور کسی کے مرنے یا جینے کے لئے ان کو گرہن نہیں لگتا بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے دو نشان ہیں۔ خدا تعالیٰ ان دونوں کے ساتھ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ پس جب تم ان کو دیکھو تو جلدی سے نماز میں مشغول ہو جاؤ۔ پس دیکھ کہ کیونکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خسوف کسوف سے ڈرایا۔ اور حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ دونوں نشان گنہگاروں کے ڈرانے کے لئے ہیں اور اس وقت ظاہر ہوتے ہیں کہ جب دنیا میں گناہ بہت ہو اور خلقت میں بدکاریاں پھیل جائیں اور پلید بہت ہو جائیں اور اسی غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرہن کے وقت میں فرمایا کہ بہت نیکیاں کریں اور نیک کاموں کی طرف جلدی کریں جیسی خالص نیت کے ساتھ نماز اور روزہ اور دعا کرنا اور رونا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف اور ذکر اور تضرّع اور قیام اور رکوع اور سجدہ اور توبہ اور انابت اور استغفار اور خشوع اور ابتہال اور انکسار اور ایسا ہی حسب طاقت احسان اور غلام آزاد کرنا اور کسی کو سبکدوش کرنا اور یتیموں کی غمخواری اور جناب الٰہی میں تذلل۔ پس گویا کہ ان اعمال کی بجا آوری میں جو نماز اور خشوع اور ابتہال ہے یہی بھید ہے کہ چاند اور سورج کا اسی حالت میں گرہن ہوتا ہے کہ جب کوئی آفت نازل ہونے والی ہو اور کسی مصیبت کا زمانہ قریب ہو اور آسمان پر ایسے اسباب شر کے جمع ہو گئے ہوں جو لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں اور صرف ان کو خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی رحمت اور اس کی پُرلطف حکمت تقاضا کرتی ہے جو کسی کسوف کے وقت لوگوں کو وہ طریقے سکھلاوے جو کسوف کے موجبات کو دور کر دیں۔'' (یعنی سورج گرہن کے جو بداثرات ہیں ان کو دور کر دیں اور ان کی بدیوں کو ہٹا دیں)۔ ''پس اس نے اپنے نبی کی زبان پر یہ تمام طریقے سکھلا دیئے''۔ فرمایا ''اور کچھ شک نہیں کہ بدیاں نیکیوں سے دور ہوتی ہیں اور گناہ کی معافی چاہنے والوں کے آنسو آگ کو بجھا دیتے ہیں اور جس وقت کوئی بندہ کوئی نیک عمل کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اس سے راضی کر دیتا ہے۔ پس وہ نیک عمل اس کی بدی کا مقابلہ کرتا ہے جس کے اسباب مہیا ہو گئے ہیں۔

پس خدا تعالیٰ اس عامل کو اس بدی سے بچا لیتا ہے (یعنی اس عمل کرنے والے کو) اور یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ دعا کے ساتھ بلا کو ردّ کرتا ہے اور دعا اور بلا کبھی دونوں جمع نہیں ہوتیں مگر دعا باذن الٰہی بلا پر غالب آتی ہے جب ایسے لبوں سے نکلتی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے ہوں۔ سو دعا کرنے والوں کو خوشخبری ہو۔ اور جبکہ ایک گرہن ہی اس قدر آفتوں پر دلالت کرتا ہے تو اس زمانے کا کیا حال جس میں دونوں گرہن جمع ہو گئے ہوں۔ سو خدا تعالیٰ سے ڈرو اور غافل مت ہو''۔

(نور الحق حصہ 2۔ روحانی خزائن، جلد 8 صفحہ 227-230)

پھر آپ فرماتے ہیں:

''یہ کہنا بے جا ہے کہ سورج گرہن اور چاند گرہن ان اسباب سے ہوتا ہے جو کتابوں میں درج ہیں''۔ (سائنس کی باتیں کرتے ہیں)۔ فرمایا کہ ''پس ان کو ان آفات سے کیا تعلق ہے جو انسان پر گناہوں کی شامت سے آتی ہیں کیونکہ عارفوں کے نزدیک یہ بات مسلّم ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ اس کو محبوبوں میں یا مردودوں میں داخل کرے اور اللہ تعالیٰ نے تمام تغیر عالم کے انسان کی خیر اور شر اور نفع اور ضرر پر دلالت کرنے والے پیدا کئے ہیں۔ (دنیا میں جو تبدیلیاں آتی ہیں۔ یہ انسان کی خیر اور شر اور نفع اور نقصان کے لئے ہیں) اور اس کے لئے تمام عالم کو مبشر اور منذر کی طرح بنا دیا ہے اور ہر یک وہ عذاب جو خدا تعالیٰ نے انسانوں کی سزا دہی کے لئے مقرر کیا ہے وہ قبل اس کے جو انسان گناہ کرے اور گناہ پر اصرار کرے اور حد سے گزر جائے نازل نہیں ہوتا۔ اور خدا تعالیٰ نے عالم میں ہر یک شئے کے لئے ایک سبب بنایا ہے اور ہر یک ڈرانے والا نشان بدبختوں اور زیادتی کرنے والوں کے لئے مقرر کیا ہے۔ اور وہ نشان ان کے لئے مبشر ہے جو وفا کے آستانے پر اتر آئے اور صفا اور اصطفاء میں منقطع ہو کر نازل ہوئے۔ (آپ نے فرمایا۔) اور یہ ایک سنت قدیمہ ہے جس کے آثار تُو پہلے زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے پائے گا اور اسی طرح پہلی کتابوں میں آیا ہے کہ...... خدا سے ڈر اور مجرموں کی راہ کی پیروی مت کر اور حاصل کلام یہ کہ خسوف اور کسوف دو ڈرانے والے نشان ہیں۔ اور جب یہ دونوں جمع ہو جائیں تو وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک سخت طور کا ڈرانا ہے اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ظالموں کے لئے بہت نزدیک عذاب قرار پا چکا ہے۔ اور باوجود اس کے ان کے خواص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب وہ دونوں مل کر کسی زمانے میں ظاہر ہوں اور کسی ملک

پر ان کا ظہور ہو سو اس ملک میں جو لوگ مظلوم ہیں ان کی خدا تعالیٰ مدد کرتا ہے اور ضعیفوں اور مغلوبوں کو قوت بخشتا ہے اور اس قوم پر رحم کرتا ہے جو دکھ دیئے گئے اور کافر ٹھہرائے گئے اور ناحق لعنت کئے گئے۔ سو ان کی تائید کے لئے آسمان سے نشان اترتے ہیں اور حمایت الٰہی نازل ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ منکروں اور دشمنوں کو رسوا کرتا ہے۔ سچا فیصلہ کر دیتا ہے اور وہ احکم الحاکمین ہے۔''

(نورالحق حصہ 2۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 230-232)

پھر ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں ہی 1907ء میں سورج گرہن لگا تھا۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے نماز پڑھائی تھی اور جو خطبہ تھا وہ بڑا پُر معارف تھا اس لئے اس کا کچھ حصہ خلاصہ میں پیش کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ ''دو کارخانے ہیں جسمانی اور روحانی۔ پہلے اپنی حالت کو دیکھو کہ دل سے بات اٹھتی ہے تو ہاتھ اس پر عمل کرتے ہیں جس سے روح اور جسم کا تعلق معلوم ہوتا ہے۔ (آپ ایک جسمانی حالت کا بتا رہے ہیں کہ خیال جو دل میں پیدا ہوتا ہے تو پھر عمل کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اس سے جسم اور روح کا تعلق ظاہر ہوتا ہے۔ فرمایا) غمی و خوشی ایک روحانی کیفیت کا نام ہے مگر اس کا اثر چہرہ پر بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کسی سے محبت ہو تو حرکات و سکنات سے اس کا اثر معلوم ہو جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام نے بھی اس نکتہ کو کئی پیرایوں میں بیان کیا ہے۔ مثلاً حدیبیہ کے مقام پر جب سُہیل آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سَهَّلَ الْأَمْرُ (صحیح البخاری کتاب الشروط فی الجهاد و المصالحة) اب یہ معاملہ آسانی سے فیصل ہو جائے گا۔ (سہیل ایک شخص کا نام ہے یعنی جب وہ آئے تو اس سے یہ شگون لیا کہ اب امر سہل ہو جائے گا، آسانی سے معاملہ طے ہو جائے گا۔ آپ یہ مثال دے رہے ہیں۔ فرمایا) دیکھو بات جسمانی تھی نتیجہ روحانی نکالا۔ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی طرف خیال کرو کہ پاخانے جاتے وقت ایک دعا سکھلائی۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (صحیح البخاری کتاب الدعوات۔ باب الدعاء عند الخلاء)۔ یعنی جیسے پلیدی ظاہری نکالی اسی طرح باطنی نجاست کو بھی نکالنے کی توفیق دے۔ پھر جب مومن فارغ ہو جائے تو پڑھے غُفْرَانَكَ۔ اس میں بھی یہ اشارہ تھا کہ گناہ کی خباثت سے جب انسان بچتا ہے تو اسی طرح کا روحانی چین پاتا ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، سب ارکان اسلام میں جسمانیت کے ساتھ ساتھ روحانیت کا خیال رکھا ہے اور نادان اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ مثلاً وضو ظاہری اعضاء کے دھونے کا نام ہے مگر ساتھ ہی دعا سکھلائی ہے کہ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (سنن الترمذی۔ ابواب الطهارة)۔ کہ جیسے میں نے ظاہری طہارت کی ہے مجھے باطنی طہارت بھی عطا کر۔ پھر قبلہ کی طرف منہ کرنے میں یہ تعلیم ہے کہ میں اللہ کے لئے سارے جہان کو پشت دیتا ہوں (یعنی اللہ کی طرف رجوع کرتا ہوں اور باقی دنیا کی طرف پیٹھ کرتا ہوں) یہی تعلیم رکوع و سجود میں ہے۔ وہ تعظیم جو دل میں اللہ تعالیٰ کی ہے وہ جسمانی اعضاء سے ظاہر کی جا رہی ہے۔ زکوٰۃ روحانی بادشاہ کے حضور ایک نذر ہے اور جان و مال کو فدا کرنے کا ایک ثبوت ہے جیسا کہ ظاہری بادشاہ کے لئے کیا جاتا ہے۔ اور حج کے افعال کو سمجھنے کے لئے اس مثال کو پیش نظر رکھیے کہ جیسے کوئی مجازی عاشق سن لیتا ہے کہ میرے محبوب کو فلاں مقام پر کسی نے دیکھا تو وہ مجنونانہ وار اپنے لباس وغیرہ سے بے خبر اٹھ کر دوڑتا ہے۔ ایسا ہی یہ اس محبوب لَمْ یَزَلْ کے حضور حاضر ہونے کی ایک تعلیم ہے۔ غرض جسمانی سلسلہ کے مقابل ایک روحانی سلسلہ بھی ضرور ہے اور اس کو نہ جاننے کے لئے بعض نادانوں نے اس سوال پر بڑی بحث کی ہے کہ مرکزِ قُویٰ قلب ہے یا دماغ؟ (یعنی اس بات پر بحث کر رہے ہیں کہ انسان کا جو مرکز ہے جہاں سے سب orders جاتے ہیں دل ہے یا دماغ؟ تو آپ فرماتے ہیں کہ) اصل بات فیصلہ کُن یہ ہے کہ جسمانی رنگ میں مرکز دماغ ہے۔ (جہاں تک جسم کا تعلق ہے دماغ سے سب آرڈر جاتے ہیں) کیونکہ تمام حواس کا تعلق دماغ سے ہے اور روحانی رنگ میں مرکز قلب ہے (اور روحانیت میں جو انتشار ہوتا ہے اس کا پہلے جہاں اثر ہوتا ہے وہ دل ہے۔) انبیاء علیہم السلام چونکہ روحانیت کی طرف توجہ رکھتے ہیں اس لئے وہ ظاہری نظارہ سے روحانی نظارہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سراج منیر فرمایا ہے اور آپ سِرَاجًا مُّنِیْرًا (الاحزاب:29) کیوں نہ ہوتے جبکہ آپ نے دعا فرمائی ''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَ شِمَالِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا'' (صحیح البخاری۔ کتاب الدعوات و ترمذی کتاب الدعوات)۔ (یہ بڑی لمبی دعا ہے) خیر، جب اس حقیقی سورج نے دیکھا کہ سورج کو گرہن لگ گیا (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا جو روحانیت کے سورج ہیں کہ ابھی حقیقت میں سورج کو گرہن لگ گیا) یعنی کچھ ایسے اسباب پیش آگئے جن سے سورج کی روشنی سے اہل زمین مستفید نہیں ہو سکتے تو اس نظارہ سے آپ کا دل پھڑک اٹھا کہ کہیں میرا فیضان پہنچنے میں بھی کوئی ایسی ہی آسمانی روک نہ پیش آجائے۔ اس لئے آپ نے اس وقت تک صدقہ، دعا، استغفار، نماز کو نہ چھوڑا جب تک سورج کی روشنی باقاعدہ طور سے زمین پر پہنچنی شروع نہ ہوگئی۔

اب چونکہ ہر ایک مومن شخص بھی بقدر اتّباع نبی کریم نور رکھتا ہے۔ (یہ بڑا اہم ہے، سننے والا ہے کہ ہر ایک مومن شخص بھی بقدر اتّباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور رکھتا ہے) جیسے باپ بیٹے کا اثر۔ چنانچہ اسی لئے فرمایا مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (الاحزاب:41) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمانی بیٹا نہیں تو روحانی بیٹے بیشمار ہیں۔ اس لئے ہر مومن بھی ایسے نظارہ پر گھبراتا ہے اور گھبرانا چاہئے کہ کہیں ایسے اسباب پیش نہ آجائیں جن سے ہمارا نور دوسروں تک پہنچنے میں روک ہو جائے۔ اس لئے وہ ان ذرائع سے کام لیتا ہے جو مصیبت کے انکشاف کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ یعنی صدقہ خیرات کرتا ہے، استغفار پڑھتا ہے اور نماز میں کھڑا ہو جاتا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مشکل کے وقت نماز میں کھڑے ہو جاتے۔ آخر اللہ تعالیٰ کا دریائے رحمت جوش میں آتا ہے اور جیسے وہاں حرکت و دَور سے وہ اسباب ہٹ جاتے ہیں جن سے سورج کی روشنی باقاعدہ زمین پر پہنچنی شروع ہو جاتی ہے اسی طرح دعا و استغفار سے مومن کے فیضان پہنچنے میں جو روکیں پیش آجاتی ہیں دُور ہو جاتی ہیں۔ شیشے پر سیاہی لگا کر یا برہنہ آنکھ سے اپنی آنکھوں کو نقصان پہنچانے کے لئے تماشے کے طور پر اس نظارہ کو دیکھنا مومن کی شان سے بعید ہے۔ تم سراجِ منیر کے بیٹے ہو۔ پس اپنے انوار کو دوسروں تک پہنچانے میں تمام مناسب ذرائع استعمال کرو''۔

(خطبات نور صفحہ 244-243)

پرانے زمانہ میں خاص عینکوں کا انتظام نہیں ہوتا تھا۔ گرہن لگتا تھا تو شیشے پر سیاہی لگا کر دیکھا جاتا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو تماشے ہیں۔ مومن کی یہ شان نہیں ہے۔ آجکل یہاں بھی اس کی بڑی خبر تھی کیونکہ سب سے زیادہ گرہن سکاٹ لینڈ کے علاقے میں ہوگا اس لئے یہ نظارہ دیکھنے کے لئے بے تحاشا لوگ سکاٹ لینڈ گئے ہیں اور ان کے تمام ہوٹل بُک ہو چکے ہیں۔ ان دنیادار لوگوں کے لئے تو یہ ایک تماشا ہے لیکن ایک مومن کے لئے یہ گرہن دعا و استغفار کی طرف توجہ کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ پس اس طرف ہمیشہ ہر احمدی کو توجہ دینی چاہئے۔

آخر میں کچھ حدیثوں کی دعائیں ہیں وہ مَیں پڑھتا ہوں جو بعض ایسے حالات کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں۔

اے اللہ! میں تیری رضا کے ذریعے تیرے غضب سے، اور تیری معافی کے ذریعے تیرے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں اور میں تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں تیری تعریفوں کا شمار نہیں کرسکتا، تُو ویسا ہی ہے جیسی تُو نے اپنی تعریف کی۔

(ابن ماجه کتاب اقامة الصلوٰة باب ما جاء فی القنوت فی الوتر، حدیث 1179 مطبع المعارف الریاض 2008ء۔ سنن الترمذی۔ کتاب الصلوٰة)

پھر فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِیَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَ جَمِیْعِ سَخَطِكَ۔ (مسلم کتاب الرقاق باب اکثر اهل الجنة الفقراء، حدیث 6838 دار الفکر بیروت 2004ء)

اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں تیری نعمت چھن جانے سے اور تیری دی ہوئی عافیت کے ختم ہو جانے سے اور تیرے اچانک انتقام سے اور تیری ہر طرح کی ناراضگی سے۔

پھر ایک دعا ہے۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَالِكَ۔

(سنن ترمذی کتاب الدعوات باب ما یقول اذا سمع الرعد، حدیث 3450 دار المعرفه بیروت 2002ء)

کہ اے اللہ! ہمیں اپنے غضب اور عذاب سے ہلاک نہ کر دینا بلکہ اس سے پہلے ہی ہمیں معاف کر دینا۔

پھر دعا ہے۔ میں پناہ مانگتا ہوں بلند و بالا اللہ کی ذات کے چہرہ کے ساتھ جس ذات سے بڑی کوئی چیز نہیں ہے۔ اور پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کامل کلمات کے ساتھ جن سے کوئی نیک و بد تجاوز نہیں کرسکتا۔ اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ لَیْسَ شَیْءٌ اَعْظَمَ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَبِاَسْمَآءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰی كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَبَرَاَ وَذَرَاَ۔ کہ میں پناہ مانگتا ہوں بلند و بالا اللہ کی ذات کے چہرہ کے ساتھ جس ذات سے بڑی کوئی چیز نہیں اور پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کامل کلمات کے ساتھ جن سے کوئی نیک و بد تجاوز نہیں کرسکتا اور پناہ مانگتا ہوں اللہ کے تمام اسماء حُسنیٰ کے ساتھ، خواہ مَیں انہیں جانتا ہوں یا نہیں جانتا، ہر اس شر کے ساتھ جسے اس نے پیدا کیا، بنایا اور پھیلا دیا۔ (کتاب الموطا امام مالك، کتاب الشعر باب ما یؤمر به من التعوذ 1775 دار الفکر بیروت 2002ء)

پھر ایک دعا ہے۔ طاؤس روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! تعریف کے لائق تو ہی ہے۔ تُو ہی آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے ان کو قائم رکھنے والا ہے۔ تعریف کے لائق صرف تُو ہی ہے۔ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے ان کی بادشاہی تیری ہے اور تعریف کا تُو ہی مستحق ہے۔ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے ان کا نور تُو ہی ہے اور تعریف کے لائق تُو ہی ہے۔ تُو ہی آسمان و زمین کا مالک ہے اور تعریف کے لائق تُو ہی ہے۔ تُو برحق ہے اور تیرا وعدہ برحق ہے اور تیری ملاقات برحق ہے اور تیرا قول برحق ہے اور جنت برحق ہے اور دوزخ برحق ہے اور انبیاء برحق ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں اور قیامت کا ظہور پذیر ہونا برحق ہے۔ اے اللہ! میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اور تجھ پر ایمان لاتا ہوں اور تجھ پر توکّل کرتا ہوں اور تیری طرف جھکتا ہوں اور تیری مدد کے ساتھ مجادلہ کرتا ہوں اور تجھ سے ہی فیصلہ کا طالب ہوں۔ پس تُو مجھے میرے وہ گناہ بخش دے جو مجھ سے سرزد ہو چکے ہیں یا جو آئندہ سرزد ہوں گے اور وہ بھی جو میں نے پوشیدہ طور پر کئے ہیں اور جو اعلانیہ طور پر کئے۔ سب سے پہلے بھی تُو ہے اور سب سے آخر بھی تُو ہے۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات۔ باب الدعاء اذا انتبه من اللیل، حدیث 6317 دار الکتاب العربی بیروت 2004ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور استغفار اور دعا کی طرف ہم ہمیشہ متوجہ رہنے والے ہوں اور ہر قسم کے بد اثرات جن کا تعلق سورج گرہن کے ساتھ ہے اس سے ہم ہمیشہ محفوظ رہیں۔ اس خطبے کے بعد دعا وغیرہ نہیں ہوتی اور نماز کے بعد خطبہ ہی ہوتا ہے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 24 اپریل 2015ء)

☆......☆......☆

سنو اور اطاعت کرو

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے لئے سننا اور اطاعت کرنا واجب ہے۔ تنگدستی میں، خوشحالی میں، خوشی میں، ناخوشی میں، حق تلفی میں بھی اور ترجیحی سلوک میں بھی۔ غرض ہر حال میں اطاعت فرض ہے۔''

(مسلم کتاب الامارة باب وجوب طاعة الامراء حدیث نمبر 3419)

طالب دُعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب ننگل باغباں۔ قادیان

ارشاد حضرت امیر المومنین

اگر اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے لئے خرچ کیا جائے تو اس سے جہاں گھروں کے سکون قائم ہوں گے، بچوں کی تربیت بہتر رنگ میں ہوگی وہاں آمد میں بھی برکت پڑے گی اور اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانی کرنے کی طرف بھی توجہ پیدا ہوگی۔ (فرمودہ 5 نومبر 2010ء)

طالب دُعا: سید عبید السلام صاحب مرحوم اینڈ سنز سونگڑہ اڈیشہ

جماعتی رپورٹیں

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۞ جماعت احمدیہ حیدرآباد میں مورخہ 5 اپریل 2015 بروز اتوار بمقام مسجد الحمد مومن منزل سعید آباد میں مکرم سیٹھ سہیل احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم سہیل عامر صاحب نے کی۔ مکرم امتیاز احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی معرکۃ الآراء نعت ’’گلشن میں پھول باغوں میں پھل آپ کیلئے‘‘ خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ مکرم زکی الدین مہدی صاحب نے بعنوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عرب کی حالت، مکرم سید عادل صاحب نے بعنوان ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت داعی الی اللہ‘‘ مکرم مولوی شیخ غلام الدین صاحب نے بعنوان ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمنوں سے حسن سلوک‘‘ مکرم رشید احمد صاحب ریلو نے بعنوان ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بچوں اور عورتوں سے حسن سلوک‘‘ مکرم سید مبشر احمد صاحب نے زیر عنوان ’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عدیم المثال عفو‘‘ مکرم مولانا مصلح الدین سعدی صاحب مبلغ حیدرآباد نے بعنوان ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلہ رحمی‘‘ اور مکرم سید مظفر احمد صاحب نے ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیروں کی نظر میں‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔ دوران جلسہ مکرم سرمد احمد صاحب نے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ’’وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا‘‘ اور مکرم ناصر احمد قادر صاحب نے ’’ہے نام نامی تمہارا لب پر درود تم پر سلام تم پر‘‘ خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ شاملین جلسہ کی تعداد 650 تھی۔

بلڈ ڈونیشن کیمپ: اس موقعہ پر مقامی بلڈ بنک کو بلڈ ڈونیشن کیمپ کیلئے مدعو کیا گیا تھا۔ جس میں خدام وانصار نے 54 بوتل عطیہ خون دیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری حقیر مساعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

(تنویر احمد، زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ حیدرآباد)

جلسہ یوم مسیح موعودؑ

۞ جماعت احمدیہ نونہ مئی کشمیر میں مورخہ 23 مارچ 2015 کو جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد مکرم شیخ الطاف حسین صاحب معلم وقف جدید، مکرم نوید مظفر صاحب، مکرم راجہ پرویز احمد صاحب اور خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(صدر جماعت احمدیہ نونہ مئی)

۞ جماعت احمدیہ بڑھانوں میں مورخہ 27 مارچ 2015 کو جلسہ یوم مسیح موعودؑ زیر صدارت مکرم ڈاکٹر محمد خان صاحب منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم ثمر احمد صاحب نے کی۔ نظم مکرم طاہر احمد صاحب نے پڑھی۔ مکرم عبدالمتین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ سے چند اشعار خوش الحانی سے سنائے۔ بعد ازاں مکرم مولوی نظارت احمد صاحب معلم سلسلہ نے ’’حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض‘‘ اور خاکسار نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی پاکیزہ سیرت کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(مختار احمد بھٹی، سیکرٹری دعوت الی اللہ بڑھانو)

۞ جماعت احمدیہ وڈمان میں مورخہ 23 مارچ 2015 کو مکرم مسعود احمد صاحب کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم محمد قدیر صاحب نے کی۔ مکرم رحیم احمد صاحب نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ بعد ازاں مکرم زبیر احمد صاحب نے ’’حضرت مسیح موعودؑ مبشر و منذر کی حیثیت سے‘‘ مکرم محمد عمران صاحب نے ’’صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام‘‘ مکرم محمد کلیم صاحب نے ’’حضرت مسیح موعودؑ کا عشق رسول‘‘ اور خاکسار نے سیرت حضرت مسیح موعودؑ کے موضوع پر تقریر کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(رفیق احمد پالا کرتی، معلم وقف جدید وڈمان)

۞ جماعت احمدیہ پیپرون راجستھان میں مورخہ 23 مارچ 2015 کو مکرم خوبا خان صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم عاصم خان صاحب نے کی۔ مکرم جعفر خان صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں خاکسار نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(شہید الاسلام منڈل، معلم جماعت احمدیہ پیپرون)

ایم.ایل.اے متھرا سے ملاقات اور جماعتی لٹریچر کا تحفہ

۞ مورخہ 17 اپریل 2015 کو خاکسار اور کنور صابر علی صاحب امیر ضلع متھرا نے M.L.A ضلع متھرا مکرم راج کمار راوت صاحب سے ایک تبلیغی ملاقات کی اور انہیں جماعتی عقائد اور امن وسلامتی کے متعلق اسلامی تعلیمات بتائیں۔ اس موقعہ پر موصوف کو جماعتی کتب بھی دی گئیں۔ موصوف نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے جماعتی لٹریچر وصول کیا اور ان کتب کو پڑھنے کا وعدہ بھی کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ سعید روحوں کو پُرامن اسلامی تعلیمات سے روشناس ہونے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(مبلغ سلسلہ متھرا)

کلام الامام

’’ہر احمدی خاص توجہ کرے کہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی ہے تا کہ اللہ کے فضلوں کو سمیٹنے والا ہو، برائیوں سے بچنے والا ہو، خدا کے حکموں پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرنے والا ہو۔ اگر آپ نے ان باتوں پر عمل کر لیا تو آپ کی اولادیں محفوظ ہو جائیں گی، آپ کے گھر برکت سے بھر جائیں گے۔ آپ کی جماعت کی ترقی کی رفتار کئی گنا ہو جائے گی۔‘‘

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

منجانب: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

نیواشوک جیولرز قادیان
New Ashok Jewellers
Main Bazar, Qadian Dt. Gurdaspur, Punjab
9815156533, 8054650500, 01872-221731
E-mail: newashokjewellers007@gmail.com

M/S NAIEM GARMENTS
QILLA BAZAR, POONCH. (J&K)
Deals in : Ladies Suits,
Gents Wear &Baby Suits etc.
Prop. MOHAMMAD SHER
Mob.09596748256,9086224927

وَسِّعْ مَكَانَكَ الہام حضرت مسیح موعودؑ
RAICHURI CONSTRUCTION
SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985
Office:
Plot No. 6 Durga Sadan Tarun Bharat Co.
Opp. HSG. SOC. Near Cigarette Factory
Chakala Andheri (East) Mumbai-400069
Tel 28258310, Mob. 9987652552
E-mail: raichuri.construction@gmail.com

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

وصایا : وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 7263: میں ناصر احمد تنویر ولد مکرم طارق احمد صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 33 سال پیدائشی احمدی ساکن H.No-22/7/439، پروانی حویلی ضلع حیدر آباد صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22-6-2014 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/10000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: مسعود احمد انصاری العبد: ناصر احمد تنویر گواہ: واجد احمد انصاری

مسل نمبر 7264: میں رخصار احمد شوراپوری ولد مکرم شفیع احمد شوراپوری صاحب قوم احمدی مسلمان، طالب علم عمر 21 سال پیدائشی احمدی ساکن رضوان کالونی، شاستری پورم، ڈاکخانہ شیوارام پلی ضلع حیدر آباد صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16-11-2014 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ فی الوقت خاکسار کے پاس کوئی جائداد نہیں ہے۔ آئندہ جو بھی جائداد پیدا کروں گا اسکی اطلاع ضرور مجلس کارپرداز کو کردونگا۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/4000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: رفیق احمد شوراپوری العبد: رخصار احمد شوراپوری گواہ: شعیب احمد شوراپوری

مسل نمبر 7265: میں فاطمہ جاسمین زوجہ مکرم کے سلیم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 30 سال تاریخ بیعت جون 2010 ساکن C-7, Phase-1, Deepanjali Nagar, N.T.P.C Simhadri- Parwada ضلع وشاکھاپٹنم، صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1-4-2014 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 1۔ طلائی زیور 160 گرام (22 کریٹ) 2۔ 1.5 ایکڑ زمین (فارم) خاکسارہ کے نام رجسٹرڈ ہے۔ 3۔ حق مہر -/1100 روپئے وصول شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد ظفر الحق الامۃ: فاطمہ جاسمین گواہ: کے سلیم

مسل نمبر 7266: میں بشریٰ بیگم زوجہ مکرم یوسف خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 30 سال پیدائشی احمدی ساکن کنڈور۔ ضلع ورنگل صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3-3-2014 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ا۔ سونا 5 تولہ قیمت -/140000 روپئے۔ ۲۔ چاندی 200 گرام قیمت -/9000 روپئے۔ ۳۔ ایک پلاٹ 200 گز قیمت -/100000 روپئے۔ حق مہر کے عوض طلائی زیور نمبر 1 میں لکھا ہے گیا ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: یوسف خان الامۃ: بشریٰ بیگم گواہ: نور الدین

مسل نمبر 7267: میں کے طیبہ محبوب زوجہ مکرم محمد محبوب علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 28 سال پیدائشی احمدی ساکن املہ پورم ضلع ایسٹ گوداوری صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1-4-2014 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ طلائی زیورات: ا۔ کنگن دو عدد 12 گرام۔ ۲۔ ایک عدد ہار 24 گرام۔ ۳۔ دو عدد کان کے پھول 4 گرام۔ ۴۔ ایک عدد چھوٹا ہار 12 گرام ۔ ۵۔ انگوٹھی ایک عدد 4 گرام (تمام زیورات سونے کے 24 کریٹ کے ہیں)۔ ۶۔ حق مہر -/11000 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: محمد محبوب علی الامۃ: کے طیبہ محبوب گواہ: شیخ عبداللطیف مبلغ

مسل نمبر 7268: میں رضوان احمد گلبرگی ولد مکرم خورشید احمد گلبرگی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 28 سال پیدائشی احمدی ساکن بشارت نگر، فلک نما، حیدر آباد، صوبہ تیلنگانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16-11-2014 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/7000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: بشیر احمد العبد: رضوان احمد گلبرگی گواہ: شعیب احمد

مسل نمبر 7269: میں محمد محبوب علی ولد مکرم نصیر الدین صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 40 سال تاریخ بیعت دسمبر 1994 ساکن جنڈگلی، ڈاکخانہ ملاپورم، ضلع ایسٹ گوداوری، صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1-4-2014 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 120 اسکوئر فٹ کی ایک زمین جس پر چار کمرے پر مشتمل ایک مکان تعمیر ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/7500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: شیخ عبداللطیف مبلغ العبد: محمد محبوب علی گواہ: احمد خان

مسل نمبر 7270: میں سنیتا ریحانہ بانو بنت مکرم نینو سنگھ قوم احمدی مسلمان، طالبہ علم عمر 27 سال تاریخ بیعت 11-11-2014 ساکن پیلی خان، لوہا خان، ڈاکخانہ سول لائن، ضلع اجمیر، صوبہ راجستھان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11-11-2014 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: ناصر احمد الامۃ: سنیتا ریحانہ بانو گواہ: ایوب خان

مسل نمبر 7271: میں رفیق احمد شوراپوری ولد مکرم شفیع احمد شوراپوری صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 25 سال پیدائشی احمدی ساکن شاستری پورم، شیوارامپلی، رضوان کالونی، ضلع حیدر آباد، صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 23 جون 2014 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/4000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: واجد احمد انصاری العبد: رفیق احمد شولاپوری گواہ: راشد احمد

10 Years Quality Service 2003-2013
Study Abroad
سٹڈی ابراڈ
• Certified Agent of the British High Commission
• Trusted Partner of Ireland High Commission
• Nearly 100 % success Rate in Student Admissions in various institutions abroad, Training Classes, and Student Visas.
All Services free of Cost
Prosper Overseas is the India's Leading Overseas Education Company.
About Us
Prosper Overseas is a One STOP SOLUTION to all International Study Needs. Representing over 500 Universities / Colleges in 9 countries since last 10 years
Achievements
• NAFSA Member Association , USA.
Corporate Office
Prosper Education Pvt Ltd.
1-7-27/6, Behind Green Park Hotel, Green Lands, Ameerpet, Hyderabad - 500 16, Andhra Pradesh,
Phone : +91 40 49108888.

Study Abroad
10 Offices Across India
بیرون ممالک میں
اعلیٰ پڑھائی کرنے کیلئے رابطہ کریں
CMD: Naved Saigal
Website:www.prosperoverseas.com
E-mail: info@prosperoverseas.com
National helpline: 9885560884

بقیہ پیغام حضورانور از صفحہ 11

حضور انور نے فرمایا کہ ایک یہ بات بھی اہم ہے اور مَیں آپ کی توجہ اُن خطبات کی طرف بھی مبذول کرنا چاہتا ہوں جو مَیں نے تفصیل سے اپنی ذاتی زندگی کا جائزہ لینے اور اپنی اصلاح کرنے سے متعلق احمدیوں کو نصیحت کرتے ہوئے دیئے ہیں۔ پس صرف احمدیت کے اعتقادات پر ہی خاص توجہ نہ دی جائے بلکہ اس تعلیم کو اپنے کردار کی تعمیر میں عملاً بھی مستقل طور پر استعمال کرتے ہوئے ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُن توقعات پر پورا اترنے کی کوشش کرنی چاہئے جو آپؑ نے ہم سے وابستہ کر رکھی ہیں۔ پس آپ کے قول و فعل میں مکمل طور پر مطابقت ہونی چاہئے تا کہ آپ صحیح معانی میں اسلام کی نمائندگی کا حق ادا کرسکیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جب آپ اپنی موجودہ حالت کو قریب سے دیکھیں تو آپ کو یہ احساس ہونا چاہئے کہ کیا آپ اپنی زندگی کو اُسی راستہ پر چلا رہے ہیں جس پر چلانے کی خواہش حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے لئے کی تھی۔ پس یہ ہماری زندگی کا لازمی حصہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک متقیانہ زندگی گزارنے کی خوب جدوجہد کرے اور اپنے معاشرہ میں ہر فرد سے احسن طریق پر معاملات طے کرے۔ آپ کو ایسی مثال قائم کرنی ہے کہ آپ کے قریب رہنے والا ہر شخص آپ کے اخلاق سے متأثر ہو۔ اور یہ بھی کہ آپ میں سے کوئی بھی معاشرہ کے منفی اثرات کا شکار نہ ہوجائے۔ بلکہ ہر احمدی حقیقی معنیٰ میں اسلامی تعلیمات اور احکامات پر عمل کرنے والا بنے۔ آپ میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ اپنی زندگی کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصائح کے مطابق گزارنے والا بنائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسی طرح یہ بھی بہت اہم ہے کہ آپ خلافت کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کرتے چلے جائیں اور اپنی اولاد کی بھی اسی رنگ میں تربیت کریں کہ وہ خلافت کے ساتھ محبت میں بڑھتے چلے جائیں۔ ہر احمدی کو چاہئے کہ خلیفۂ وقت کے خطباتِ جمعہ غور سے سنے اور اُن خطبات میں بیان کی جانے والی ہر ایک نصیحت پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔ یاد رکھیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خلافت کو خدا تعالیٰ کی قدرت ثانیہ قرار دیا ہے۔ پس اس عظیم بابرکت قدرت کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھنے کی خاطر ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کرتے ہوئے اُن کے پیغام کو ساری دنیا کے باسیوں تک پہنچانے کی بھرپور کوشش کرے۔ اس کے نتیجہ میں ہی امن کا قیام ہوگا اور اسی کا نتیجہ تمام انسانیت کی بھلائی ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسی طرح یہ بھی یاد رکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم سے محبت کو کسی شخص کے ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اپنی قوم کی خدمت کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ یوگنڈا کی قوم تک پیغامِ حق پہنچانے کے لئے آپ کو بے غرضی سے اُن کی خدمت کرتے ہوئے اُن کے دل جیتنے ہوں گے۔

اپنے پیغام کو ختم کرنے سے قبل حضور انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنا وہ عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو آپ نے بیعت کرتے ہوئے دہرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے ایمان اور اخلاص میں بڑھائے اور آپ کی جماعت کو ہر پہلو سے شاندار ترقیات سے نوازے اور ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم ان ایّام میں نازل ہونے والی برکات کو اپنے اندر جذب کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ کے تمام شاملین پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 13/فروری 2015)

☆......☆......☆

بقیہ جنازہ حاضر وغائب از صفحہ 14

(6) مکرم لقمان احمد صاحب (ابن مکرم عبدالصمد صاحب، جرمنی)

28 فروری 2015 کو 44 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ بہت ساری خوبیوں کے مالک، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، عزیزوں اور رحمی رشتہ داروں کے حقوق کا خیال رکھنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ اہلیہ اور بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔

(7) مکرمہ تہمینہ کنول الدین صاحبہ (بنت مکرم افتخار الدین صاحب، ہڈرزفیلڈ، یوکے)

10 جنوری 2015 کو 21 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ اچھے اخلاق کی مالک، اپنوں اور غیروں کی مدد کرنے والی، نمازوں کی پابند، تہجد گزار، خلافت کے ساتھ پیار اور اطاعت کا تعلق رکھنے والی نیک خاتون تھیں۔ نظام جماعت سے فرمانبرداری کا تعلق تھا۔ ہر جماعتی پروگرام میں خوشی سے شامل ہوتی تھیں۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ ایک بھائی یادگار چھوڑا ہے۔

(8) مکرم سید پرویز حسین شاہ صاحب (جرمنی)

15 مارچ 2015 کو مختصر علالت کے بعد وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چند سال قبل پاکستان سے جرمنی آئے تھے۔ جرمنی میں مقامی جماعت میں بطور سیکرٹری رشتہ ناطہ خدمت کی توفیق پائی۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ خلافت اور نظام جماعت کے ساتھ وفا کا تعلق تھا۔ نہایت شریف النفس، ملنسار، نیک اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور بہن بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 20

کے لئے فرمایا کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر معاملے میں اعتدال کی تعلیم دی۔ آپ نے فرمایا کہ بیشک عبادت ضروری ہے پیدائش کا مقصد ہے لیکن وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ وَ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ وَلِجَارِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ۔ کہ تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے ہمسائے کا بھی تجھ پر حق ہے اور ان کے حصول کے لئے ہمیں تین قسم کے ذرائع کا استعمال کرنا ضروری ہے۔ پہلی بات تو دعا اور اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنا اور عبادت ہے دوسرے نفس پر قابو پانا جذبات کو دبانا انسانی نفسیات پر غور کرنا۔ تیسرے اپنے کام اور اپنے پیشے میں دیانت سے کام لینا اور دنیاوی اور سائنس کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ مسلمانوں کی بدحالی کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے خدا کو خدا کے مذہب کو مقدم کر کے ان باتوں کا خیال نہیں رکھا جو ابھی میں نے بیان کی ہیں بلکہ اپنے نفسانی جذبات کا نام مذہب رکھ لیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مذہب اتارا تھا اس کو نہیں مقدم کیا بلکہ اگر وہ مقدم رکھتے تو باقی باتوں کا بھی خیال رکھتے اپنے نفسانی جذبات کا نام مذہب رکھ کر اس پر عمل کر رہے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دوسروں کو اسلام کی خوبیاں کیا بتانی تھیں خود اس خود ساختہ نفسانی مذہب کی پیروی کر کے مسلمان مسلمان کی گردن زدنی کر رہا ہے۔ نہ ان کو دین ملا نہ دنیا ملی سوائے اس کے دنیا داروں کے سامنے اپنے ہر مسئلے کے لئے ہاتھ پھیلا رہے ہیں۔ یہی آجکل ہمیں مسلمان دنیا میں نظر آتا ہے۔ مغربی قوموں نے چاہے دین کو دنیا کے تابع کردیا۔ ان کے خیال میں دین کوئی چیز نہیں ہے دنیا ہی ہر چیز ہے مگر دنیا حاصل تو کرلی انہوں نے۔ بیشک یہ لوگ بھی بھٹکے ہوئے ہیں لیکن جو مقصد یہ سمجھتے تھے اسے تو حاصل کرلیا چاہے غلط طریق ہی سے لیکن مسلمانوں کو نہ دین ملا نہ دنیا ملی۔

بہرحال ان دونوں طرح کے لوگوں کی اصلاح کے لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے حالات میں ہی اپنے ماموروں کو بھیجتا ہے جو صحیح رہنمائی کر کے مذہب کو مذہب کی جگہ اور اخلاق کو اخلاق کی جگہ اور دنیا کو دنیا کی جگہ رکھتے ہیں۔ بظاہر وہ روحانی پیغام لے کر آتے ہیں مگر ان تینوں چیزوں کا گہرا تعلق ہے اور روحانیت میں کمال سے اخلاق کا درست ہونا لازمی ہے اور اخلاق کی نگہداشت سے مادیت کی درستی بھی لازمی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء انسان کو اپنی طرف لانے کا ہے۔ یہی اس کا مقصد پیدائش ہے۔ پس اس نے اخلاق کی درستی اور مادی ترقی کو مذہب کے تابع کردیا ہے تا کہ جو اس کی طرف توجہ کرے اسے باقی سب کچھ آپ ہی آپ مل جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کامل مؤمن کو سب ترقیات حاصل ہوتی ہیں لیکن جو صرف دنیا دار ہوں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ضل سعيهم في الحيوة الدنيا۔ ان کی سب کوششیں دنیا میں ہی غائب ہوجاتی ہیں۔ حضرت مصلح موعود اس کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ گویا روحانیت کے قبول کرنے والے کے لئے یعنی اوپر سے نیچے آنے والے کے لئے سیڑھی موجود ہے مگر نیچے سے اوپر جانے والے کے لئے سیڑھی موجود نہیں ہے۔

پس معلوم ہوا کہ دنیا میں ان تینوں امور کے حصول کے لئے الگ الگ ذرائع ہیں لیکن ایک ذریعہ مشترک بھی ہے اور وہ خدا تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا کرنا ہے۔ اخلاق کے لئے کوشش کرنے سے اخلاق مل جائیں گے مادیات کے لئے کوشش کرنے سے مادیات حاصل ہوجائیں گی۔ دنیاوی ترقی حاصل ہوجائے گی مگر ہر ایک کوشش کا نتیجہ اس دائرے کے اندر محدود رہے گا اس سے باہر نہیں نکلے گا مگر روحانیت کی درستی کرنے والوں کو ساری چیزیں مل جائیں گی اگر انسان خدا تعالیٰ کی طرف چل پڑے تو جیسا پہلوں کے ساتھ معاملہ ہوا اس کے ساتھ بھی ہوگا اس زمانے میں بھی ہوسکتا ہے۔ اگر انسان حقیقت میں اس کی کوشش کرے تبھی یہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ کی کسی سے دشمنی نہیں ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم کامل طور پر اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے آگے ڈال دیں۔ اس کے آستانے پر اپنے آپ کو گرا دیں تو آپ ہی آپ سب کچھ حاصل ہوجائے گا۔ اور جو ترقی ہمارے لئے ضروری ہے آپ ہی آپ ہمیں مل بھی جائے گی۔ آگ کے پاس بیٹھنے سے ایک عام مثال ہے انسان کے سب اعضاء جو ہیں وہ گرم ہوجاتے ہیں۔ تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ یہ سب کچھ چھوڑ کر خدا تعالیٰ کے پاس انسان آئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ حصہ نہ لے۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ خدا کو حاصل کریں۔ خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے مذہب کی حقیقت کو سمجھیں خدا تعالیٰ کی محبت کو ایک ایسی شئے بنائیں جو طبعی چیز بن جائے اور یہی چیز ہمارے اخلاق کے بھی اعلیٰ معیار قائم کرنے والی ہوگی اور دنیاوی ترقیات بھی ہم حاصل کرتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے نور سے اگر ہم حصہ لینے کی کوشش کریں تو تبھی ہم حقیقت میں فیض پا سکتے ہیں۔ جب ہم ایک لگن کے ساتھ اس نور سے حصہ لینے کی کوشش کریں گے تو جھوٹ جو اندھیرا ہے وہ بھی ہم سے خود بخود الگ ہوجائے گی۔ سستی فریب اور دغا اور دوسری جو برائیاں ہیں دوسروں کے حق مارنا یہ سب ظلمات ہیں۔ یہ بھی خود بخود دور ہوجائیں گے اللہ تعالیٰ کے نور کی وجہ سے۔ ہمارے اخلاق بھی بلند ہوتے چلے جائیں گے اور دنیاوی ترقیات بھی ملتی رہیں گی۔ پس اس معاشرے میں رہتے ہوئے اپنی نسلوں کو اگر دنیا داری کے بد اثرات سے بچانا ہے مذہب اور اخلاق کا جوڑ انہیں سمجھانا ہے دنیاوی ترقی کو بھی حقیقی مذہب کے تابع ثابت کر کے انہیں مذہب سے جوڑنا ہے یعنی ان کی نسلوں کو تو ہمیں اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق جوڑنے کی خود بھی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَسِّعْ مَكَانَكَ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

Courtesy: Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

M/S ALLIA EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

EDITOR
MANSOORAHMAD
Tel. : (0091) 1872-224757
Manager: 09464066686
Editor : 08283058886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان The Weekly BADR Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2013-15 Vol. 64 Thursday 30 April 2015 Issue No.18

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 550/-
By Air: 50 Pounds or 80 U.S. $
: 60 Euro
: 80 Canadian Dollar
Postal Reg. No. GDP/001/2013-15

ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ خدا کو حاصل کریں، خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے مذہب کی حقیقت کو سمجھیں، خدا تعالیٰ کی محبت کو ایک ایسی شئے بنائیں جو طبعی چیز بن جائے اور یہی چیز ہمارے اخلاق کے بھی اعلیٰ معیار قائم کرنے والی ہوگی اور دنیاوی ترقیات بھی ہم حاصل کرتے چلے جائیں گے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 24/اپریل 2015ء بمقام مسجد بیت الفتوح۔لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایک سوال آجکل کثرت سے پھیلایا جاتا ہے کہ اگر اچھے اخلاق ہوں تو پھر مذہب کے ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دنیاداروں کی اکثریت کے اخلاق مذہب کے ماننے والوں کے اخلاق سے زیادہ بہتر ہیں اور خاص طور پر اسلام کو اس حوالے سے نشانہ بنایا جاتا ہے۔ دوسرے مذاہب کی اکثریت تو مذہب کے معاملے میں تقریباً لاتعلق ہو چکی ہے صرف اسلام ایسا مذہب ہے جس کی طرف منسوب ہونے والی اکثریت اپنے دین کے ماننے کا اظہار کرتی ہے یا بے عمل مسلمانوں کی اکثریت بھی اپنے آپ کو کھل کر مسلمان کہتی ہے مذہب کی طرف منسوب کرتی ہے۔ اسی لئے اصل حملہ اسلام پر ہی ہے اور دین سے ہٹانے کی کوشش میں مختلف طریق سے مختلف نکات پیش کر کے ہمارے بچوں اور نوجوانوں کے ذہنوں کو زہر آلود کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جب نوجوان یا نوجوانی میں قدم رکھنے والے لڑکے لڑکیاں اپنے گھر والوں میں اپنے ماں باپ اور بڑوں کی طرف مختلف سوالوں کے حل کی تلاش کے لئے جاتے ہیں تو ان کے سوالوں کا جواب دینے کی بجائے انہیں بسا اوقات دبانے کی کوشش کی جاتی ہے جس سے نوجوانی میں قدم رکھنے والے بچے بھی سمجھتے ہیں کہ مذہب چاہے وہ اسلام ہی کیوں نہ ہو اس کا دعویٰ تو ہے کہ سچا ہے اور تمام مسائل کا حل ہے لیکن زمانے کے لحاظ سے عملی حل نہیں ہے یا جواب نہیں ہے یا پھر یوں بھی ہوتا ہے کہ بڑوں کے عمل اور بچوں کو جو تعلیم دی جاتی ہے اس میں تفاوت ہوتا ہے۔ بچے ایک وقت تک تو تعلیم کی باتیں سن کر چپ رہتے ہیں لیکن جب آزادی ملتی ہے تو دین سے دور ہٹ جاتے ہیں اور پھر مذہب سے دور لے جانے والوں کے قبضے میں چلے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود اسلام کی خوبصورت تعلیم اور زندہ مذہب ہونے کے اب مسلمانوں میں بھی ایسے لوگ نظر آتے ہیں جو مذہب اور خدا کے انکاری ہیں۔

پس ایسے حالات میں ہم میں سے ہر ایک کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ کس طرح اپنے آپ کو بھی ہم دین پر عمل کرنیوالا بنائیں اور اپنی نسلوں کو بھی کس طرح ہم سنبھالیں۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ احسان کیا ہے کہ ان مسائل کی الجھنوں کو دور کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے۔ آپ علیہ السلام نے ان کو سمجھنے کا ادراک ہم میں پیدا فرمایا اور یہ مسائل سمجھنے اور ان کے حل نکالنے ہم پر آسان ہوئے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ اس موضوع پر ایک خطبہ دیا اور اس میں بیان فرمایا کہ اخلاق کی درستی مادی ترقی اور مذہب کا کیا تعلق ہے اور اسلام اس کو کس طرح دیکھتا ہے؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح اپنے عمل سے اور اپنے عملی نمونے سے ہمیں سمجھایا کہ اس کی حقیقت کیا ہے؟

اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے کہ اسلام دین فطرت ہے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مذہب اور اخلاق اور انسان کی وہ ضروریات جو اس کے جسم کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں ایسی مشترک ہیں کہ ان میں فرق کرنا مشکل ہے یعنی جو شخص مذہب پر یقین رکھتا ہے وہ اخلاق کو مذہب سے جدا نہیں کرسکتا۔ نہ وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ مذہب نے مجھے دنیا سے بے پرواہ اور غنی کر دیا اس لئے یہ میری ضروریات نہیں ہیں۔ اگر یہ سوچ ہو کہ مجھے اب کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے تو انسانی ترقی یعنی مادی ترقی کا پہیہ رک جاتا ہے۔ گویا کہ یہ آپس میں ملی ہوئی ہیں ساری چیزیں۔ مذہب بھی اخلاق بھی اور مادی ترقی بھی لیکن اس کے باوجود ان میں فرق بھی ہے۔ مذہب پر یقین نہ رکھنے والے تو یہ کہہ کر آزاد ہونے کی کوشش کرتے ہیں کہ اچھے اخلاق اور مادی ترقی انسان کی ضرورت ہے لیکن ایک حقیقی مسلمان کہے گا کہ مذہب کی بھی ضرورت ہے کہ وہ خدا تک پہنچانے کا راستہ دکھاتا ہے۔

پس یہ سوچ کا فرق ہے کہ ہم نے ان چیزوں کو کس طرح دیکھنا ہے اور ان کا آپس کا تعلق کس طرح جوڑنا ہے۔ باقی مذاہب تو مردہ ہو رہے ہیں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو ان کا آپس کا جوڑ ثابت کرتا ہے لیکن مسلمانوں کی اکثریت نے مذہب کی حقیقت کو نہ سمجھتے ہوئے غلط رنگ میں اخلاقیات سے تعلق رکھنے والی چیزوں اور مادیات سے تعلق رکھنے والی چیزوں کو مذہب سے اس طرح جوڑا ہے کہ غلو کی حد تک جا کر بجائے مذہب کو خوبصورت بنا کر پیش کرنے اور اس کی طرف کھینچنے کے مذاہب سے دور کرنے والے بن رہے ہیں ور پھر یہی وجہ ہے کہ مختلف شدت پسند گروہ اپنے اسلام کو نافذ کرنے کے لئے اپنا ضابطہ اخلاق یا نام نہاد قانون بنا کر قتل و غارت گری کر رہے ہیں۔ لیکن جن میں پہلے ہی اخلاق ہیں ان کا یہ کہنا ہے کہ جن میں پہلے ہی اخلاق ہیں ان کو کیا ضرورت ہے مذہب کی لیکن غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ مادیات اخلاق اور مذہب اس قدر قریب ہیں کہ عام آدمی کو معلوم نہیں ہوتا کہ کہاں سے ایک حد شروع ہوتی ہے اور کہاں ختم ہوتی ہے۔

اس کو سمجھنے کے لئے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر غور کرتے ہیں اس کو دیکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے مادی مصلح بھی ہیں اخلاقی مصلح بھی ہیں اور روحانی مصلح بھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ تمام کی جامع ہے۔ اگر ایک طرف آپ حکم فرماتے ہیں کہ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ تو دوسری طرف روحانیت کی تکمیل کے متعلق زور بھی دیتے ہیں۔ دعا میں حضرت مصلح موعود کے نزدیک تین چیزوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ اول یہ کہ دل میں یقین کرے کہ میری بات قبول کی جائے گی۔ دوسرے یہ اعتماد رکھے کہ جس کو میں پکارتا ہوں اس میں مدد کرنے کی طاقت ہے۔ تیسری بات فطری لگاؤ یا فطرتی محبت ہے جو ہر دوسری چیز کی طرف سے آنکھ بند کر کے صرف محبوب کی طرف لے جاتی ہے۔ اس کے لئے بچے کی اور ماں کی مثال ہے۔ بچے کا ماں سے فطرتی تعلق ہے قطع نظر اس کے کہ ماں بچے کی مدد کر سکے یا نہ کر سکے وہ اسے ہی پکارتا ہے یہاں تک کہ ایک سمندر میں ڈوبنے والا بچہ جسے علم ہو کہ میری ماں کو تیرنا نہیں آتا پھر بھی اگر ماں اس کے قریب ہوگی تو وہ ماں کو ہی مدد کے لئے پکارے گا کسی دوسرے کو آواز نہیں دیتا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تعلق کو بچے اور ماں کا تعلق قرار دیا ہے کہ آنکھ بند کر کے اس کی طرف بھاگو اس کی طرف جاؤ۔ پھر دوسری چیز اخلاق ہیں۔ جس میں ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایسے باریک در باریک اخلاقی پہلو ہیں کہ باریک نگاہ سے دیکھنے والا بھی نہیں دیکھ سکتا۔ ان تک نہیں جاسکتا جب تک آپ کی رہنمائی نہ ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کریں تو پتا چلتا ہے کہ اخلاق کے بڑے بڑے معاملات میں بھی آپ نے ایسی تعلیم دی ہے اور ایسا اسوہ دکھایا ہے جیسے لگتا ہے کہ آپ تمام عمر صرف اخلاقیات کا ہی مطالعہ کرتے رہے اور اس کا درس دیتے رہے۔ بنی نوع انسان کے باہمی تعلقات، رشتے داروں کے باہمی تعلقات، انسان کے اپنے ذاتی کیریکٹر کی تفصیلات، جھوٹ، خیانت، بدگمانی سے پرہیز تمام امور ایسے ہیں جن میں آپ کا اسوہ اور تعلیم کامل اور مکمل ہے اور کوئی شخص بیسیوں زندگیاں بھی پا کر ایسا نمونہ نہیں دکھا سکتا جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دکھایا ہے۔ پھر تیسری چیز مادیات ہے۔ اس میں ہم دیکھتے ہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اس طرف بھی ہمیں رہنمائی کرتی ہے۔ مثلاً ایک شہری زندگی کے لئے سڑکوں کو کھلا رکھنا ہے پانی کی صفائی کا انتظام ہے شہر بسائے جاتے ہیں یا آبادیاں نئی قائم کی جاتی ہیں تو ان کی طرف بڑے بڑے انجینئر اور سوچنے والے سوچتے ہیں اس طرف توجہ دیتے ہیں آپ نے اس طرف ہمیں توجہ دلائی۔ راستوں کی صفائی کا تعلق ہے آپ نے اس طرف توجہ دلائی۔ مکانوں کو کھلے اور ہوادار بنانے کا تعلق ہے آپ نے اس طرف توجہ دلائی۔ تمام مادی چیزوں اور دنیاوی چیزوں کی طرف بھی آپ نے توجہ دلائی چاہے وہ حکومتی معاملات ہیں یا تمدن ہے یا تجارت ہے یا صنعت ہے ہر چیز کو اپنے اپنے موقع پر آپ نے بیان فرمایا اور اس کی بڑی تفصیلات آپ کی سیرت سے ہمیں ملتی ہیں۔

دوسری طرف یہ مغربی ترقی یافتہ گروہ ہے۔ ان کے نزدیک نہ مذہب پر ایمان لانا ضروری ہے نہ مذہب کی تعلیم کی عزت ہے۔ نہ اخلاق کی حرمت ہے۔ وہ ہر شئے کو مادی قرار دیتے ہیں یہاں تک کہ حضرت مصلح موعود لکھتے ہیں کہ ان کے فلاسفروں نے اس زمانے میں کہا کہ سوال یہ نہیں کہ خدا نے دنیا کو کس طرح پیدا کیا بلکہ یہ ہے کہ انسان نے خدا کو کس طرح پیدا کیا۔ نعوذ باللہ۔ ان کے نزدیک خدا کا سوال انسانی ارتقاء کا نتیجہ ہے۔ اور آجکل اسی خیال کی وجہ سے کہ خدا ایک خودساختہ چیز ہے موجودہ فلاسفر دہریت کی طرف چلے گئے ہیں بلکہ تعلیم اور روشن خیالی کے نام پر مغربی ممالک میں رہنے والوں کی اکثریت خدا کے وجود سے ہی انکاری ہو چکی ہے اور صرف اخلاق اور مادی ترقی کو سب کچھ سمجھتے ہیں۔ اور ان دہریت پسند لوگوں کے جو نظریات ہیں ان کو آجکل کے مولوی مزید ہوا دیتے ہیں جو اپنی ہر چیز اور اپنے ہر نظریے کو مذہب کا حصہ ٹھہرا کر عجیب جہالت پھیلا دی ہے۔ پس اس لحاظ سے ہم دیکھیں تو آجکل کے علماء بھی غلطی خوردہ ہیں اور مذہب کو مادیت سمجھنے والے اور اس کا انکار کرنے والے بھی غلطی خوردہ ہیں۔ ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ان چیزوں سے بچا کر ایسی رہنمائی فرمائی ہے کہ اصل حقیقت جاننے

باقی صفحہ 19 پر ملاحظہ فرمائیں

شعبہ نورالاسلام کے اوقات
روزانہ صبح 9 بجے سے رات 11 بجے تک جمعہ کے روز تعطیل
فون نمبر: 1800 3010 2131
اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badr, at Fazle-Umar Printing Press Qadian, Harchowal Road Po. Qadian,
Distt. Gurdaspur-143516, Punjab, India. And published at office of the Weekly Badr Moh- Ahmadiyya, Harchowal Road P.o Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor: Mansoor Ahmad